URS-E-AALAHAZRAT
100
Years
ماہنامہ
رضائے مدینہ
جمشید پور
اکتوبر نومبر ۲۰۱۸ء
فیضان تاج الشریعہ جاری رہے گا
Hazrat Allama Muhammad Akhtar Raza Qadri Azhari
FAIZAN-E-TAJUSH SHARIAH JAARI RAHEGA
خصوصی شمارہ
عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم
کے موقع پر سوختہ جانوں کا نذرانہ عقیدت
درد و کرب، مصائب و آلام، غم و اندوہ، حزن و ملال کے ان کرب انگیز لمحات میں
ہم غلاموں کے لیے سرکار تاج الشریعہ کا یہ شعر مرہم کا کام کر رہا ہے۔
اب پس مرگ ابھرتے ہیں یہ دیرینہ نقوش
ہم فنا ہو کے بھی ہستی کا نشاں دیتے ہیں
₹ 30
چیف ایڈیٹر
عبدالمالک مصباحی

بیادگار: تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا قادری شیخ المحدثین، ملک العلماء حضرت علامہ محمد ظفر الدین قادری

زیر سرپرستی: قاضی القضاۃ فی الھند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری ازہری، بریلی شریف

جلد نمبر ۱

شمارہ نمبر ۳ | محرم الحرام صفر المظفر ۱۴۴۰ھ | اکتوبر، نومبر ۲۰۱۸ء

شرف انتساب

حضرت خواجہ معین الدین چشتی، اجمیر شریف
حضرت سیدنا محمد بغدادی، اجھر شریف
حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف
حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
حضرت قاضی محب اللہ بہاری، بہار شریف
حضرت سید آل رسول مارہرہ شریف
مجدد ملت امام احمد رضا قادری بریلی شریف
حضرت سید فدا محمد عبدالکریم، خانقاہ سمرقندیہ دربھنگہ
حضرت سید شاہ وارث علی، دیوہ شریف
سرکار سرکانہی حضرت تیغ علی شاہ مظفر پور
مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلی شریف
حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مبارکپور
حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن قادری دھام نگر شریف
رئیس القلم علامہ ارشد القادری، جمشید پو
امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلی شریف

خصوصی شمارہ

عام شمارہ ۲۰/روپئے
سالانہ ۱۰۰/روپئے
بینک سے ممبری فیس بھیجنے والے
۱۳۰/روپئے بھیجیں

مشیر اعلیٰ
علامہ سید اولاد رسول قدسی مصباحی
نیویارک، امریکہ

مراسلت کا پتہ

Abdul Malik Misbahi
Editor in chief Bi-Monthly
Raza-e-Madina
Madina Masjid, Rd.N9 Hd.32A
Azadnagar, Jamshedpur,
832110-Jharkhand
Mob.: 8409987217

web.:
www.razafoundationjsr.com
Email.
amalikmisbahi786@gmail.com
A/C- 32739403323(SBI)
IFSCODE.SBIN0014665

مدیر اعلیٰ
(مفتی) عبدالمالک مصباحی

رفقائے سخن

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری
علامہ ملک الظفر سہسرام
مفتی محمد مرتضیٰ رضوی ناندیڑ
مفتی محمد عابد حسین نوری جمشید پور
علامہ سید اقبال حسنی گیا
مفتی محمد خالد حسین بکارو
مفتی محمد شاہد مصباحی جمشید پور

نقبائے چمن

پیر طریقت صوفی محمد ظہیر عالم قادری مراد آباد
مولانا قطب الدین رضوی رانچی
مولانا حکیم محمد ممتاز احمد مصباحی لوہردگا
مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری، بنارس
مولانا عبدالقدوس مصباحی، اورنگ آباد
مولانا مقصود عالم مصباحی، انگلینڈ
مولانا ریاضت حسین ازہری، اڈیشا

زعمائے انجمن

جناب الحاج محمد مختار صفی مسٹر بھائی جمشید پور
جناب الحاج حافظ محمد اسرار جمشید پور
جناب الحاج وکیل قیصر شکیل جمشید پور
جناب الحاج اشرف علی اشرف جمشید پور
جناب سید شوکت علی رضوی جمشید پور
جناب محمد جاوید رضا جمشید پور
جناب شیخ محمد ابراہیم بھائی جان ممبئی

نوٹ: کسی بھی طرح کے تنازع کا حل جمشید پور کے ہی کورٹ میں ہوگا۔ مقالہ نگار کے خیالات سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

ایڈیٹر، مالک وپبلشر محمد عبدالمالک نے رضا آفسیٹ پریس کولکاتا سے چھپوا کر دفتر رضائے مدینہ، آزاد نگر، جمشید پور سے شایع کیا۔

نیکی کی طرف بلانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ (حدیث)

''**رضائے مدینہ**'' کے فروغ واستحکام میں تعاون کر کے دین کی نشر واشاعت میں حصہ لیں اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہوں۔

ہمارے معاونین

حضرت مولانا محمد ریاض احمد لوہردگا
حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی ممبئی
حضرت الحاج قاری محمد فضل حق مصباحی جمشید پور
حضرت مولانا محمد سہیل رضا خاں ،شرور ،پونہ
حضرت مولانا غلام غوث صدیقی، دہلی
مفتی محمد محبوب عالم رضوی مصباحی ہزاری باغ
حضرت سید اعجاز علی قادری کانپور
مفتی محمد عابد رضا مصباحی جمشید پور
مفتی محمد امام الدین مصباحی جمشید پور
حضرت مولانا امتیاز احمد نعمانی مصباحی جمشید پور
حضرت مولانا صغیر عالم فیضی جمشید پور
حضرت قاری محمد رضاء الدین نعمانی جمشید پور
حضرت حافظ محمد جلال الدین جمشید پور
حضرت مولانا محمد رمضان حبیبی ،جمشید پور
حضرت حافظ محمد اسرار الحق رضوی جمشید پور
حضرت الحاج حافظ جمیل اختر رضوی سیتامڑھی
مفتی عبد الصمد رضوی مصباحی ممبئی
مفتی برجیس القادری مصباحی راوڑکیلا
حضرت مولانا تقی رضا خاں ،دربھنگہ
حضرت مولانا یٰسین فیضی مدھو پور
حضرت مولانا محمد مبشر الاسلام نوری ،دمکا
حضرت مولانا محمد کلیم الدین رضوی ،رام گڑھ
حضرت مولانا محمد مجیب الرحمٰن نوری ،رانچی
حضرت مولانا امتیاز عالم مصباحی جمشید پور
حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ قادری فیضی جمشید پور
حضرت مولانا اشرف اللہ فیضی ،جمشید پور
عالی جناب ماسٹر محمد تنظیم قادری ،جمشید پور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا محمد احمد رضا ،باچپٹی ،سیتامڑھی
حضرت مولانا محمد سعود عالم مہواٹار
حضرت مولانا محمد برہان الھدیٰ مصباحی ،جمشید پور
حضرت مولانا رمضان حبیبی، بنگال
حضرت مولانا محمد ہارون رشید، جمشید پور
عالی جناب پروفیسر مستجاب علی خان نقشبندی، جمشید پور
عالی جناب محمد غلام عربی جمشید پور
عالی جناب ڈاکٹر محمد فخر عالم اشرف جمشید پور
عالی جناب محمد شمیم اختر جمشید پور
عالی جناب فتح محمد جمشید پور
عالی جناب الحاج انجینئر محمد بلال ناصر جمشید پور
عالی جناب محمد علی جمشید پور
عالی جناب الحاج محمد کاشف رضا جمشید پور
عالی جناب الحاج محمد رفیق رضوی جمشید پور
عالی جناب الحاج ماسٹر شوکت اسلام جمشید پور
عالی جناب محمد منظور رضوی جمشید پور
عالی جناب ساجد خاں ،جمشید پور
عالی جناب محمد فاروق قادری جمشید پور
عالی جناب الحاج تبارک خاں پوری، اڑیسہ
عالی جناب جمیل احمد جمشید پور
عالی جناب محمد طفیل احمد عرف بابو بھائی جمشید پور
عالی جناب الحاج غلام محمد عزیزی ،جمشید پور
عالی جناب شمیم وارثی جمشید پور
عالی جناب غلام جیلانی ،رانچی
عالی جناب حاجی نصیر خاں ، جمشید پور
عالی جناب محمد معین الدین ،جمشید پور
عالی جناب محمد اکبر ،جمشید پور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فہرست مضامین

گلدستہ مناقب

اداریہ

سوے جنت چل دیے سب کو بلکتا چھوڑ کر

چیف ایڈیٹر

۶؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کو پونے آٹھ بجے شب یہ خبر بجلی بن کر گری کہ نائب انیس بے کساں، غوث زماں، وارث علوم رضا، سرچشمہ رشد وہدایت، پیکر استقامت وعزیمت، گل گلزار قادریت ورضویت، غواص بحر معرفت، ساقی بزم طریقت، واقف اسرار حقیقت حضور تاج شریعت علامہ اختر رضا خاں (نوراللہ مرقدہ) اپنے مولیٰ کے قرب خاص میں تشریف لے گیے۔ مرشد گرامی، مربی روحانی، آقائی ومولائی حضور تاج الشریعہ کے داغ مفارقت کی خبر سے دل ودماغ ماؤف اور فکر وخیال منجمد ہو گیے کچھ دیر تو ایسی کیفیت طاری رہی کہ بس احساس ہی کھو بیٹھا۔ یوں تو دنیا میں ہر روز ہر لحمہ لوگ آتے اور جاتے ہیں مگر آپ کے تشریف لے جانے کا جو سانحہ پیش آیا اس سے صرف مریدین ومتوسلین ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام حزن وملال کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گیا۔ سوشل میڈیا کے ذریعے منٹوں میں پوری دنیا میں کہرام مچ گیا۔ **اناللہ و انا الیہ راجعون**

آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی دیوانوں کا ہجوم کشاں کشاں بریلی کی طرف روانہ ہو گیا اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ پوری دنیا کا رخ بریلی کی طرف ہو گیا ہے۔ تمام جدید ترین سواریوں کی بکنگ بریلی کے لیے ہونے لگی اور ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ بریلی کی شاہ راہیں تنگ گلیاں بن گئیں، عشاق اپنے محسن ومربی کے آخری دیدار اور جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی پہنچ گئے اور بالآخر لاکھوں سوگواروں نے بادیدۂ نم وقت کے ولی کامل اور مرشد برحق کو ۲۲؍جولائی بروز اتوار آستانہ امام اہل سنت، مجدد ملت امام احمد رضا وحضور حجۃ الاسلام ومفتی اعظم ہند رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متصل ازہری مہمان خانہ میں لحد کی آغوش کے سپرد کیا۔

علامہ محمد اسماعیل عرف اختر رضا خاں ازہری ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء کو ہندوستان کے مشہور علمی خانوادہ محلّہ سوداگراں بریلی یو. پی میں پیدا ہوئے۔ ملک کی دینی درس گاہوں میں مروجہ علوم سے فراغت کے بعد بعمر بیس سال ۱۹۶۳ء میں عالم اسلام کی شہرہ آفاق درس گاہ "جامعہ ازہر مصر میں" کلیہ اصول الدین" میں داخلہ لے کر ۱۹۶۶ء میں جامعہ کا امتیازی ایوارڈ اس وقت کے مصری صدر جمال عندالناصر کے ہاتھوں حاصل کیا۔

۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو مسلسل بارہ سالوں تک جاری رہا مگر بعد میں بے پناہ دعوتی مصروفیات، ملکی اور بین الاقوامی تبلیغی اسفار کی وجہ سے اگر چہ باقاعدہ درسگاہی تدریس کا سلسلہ موقوف ہو گیا مگر افادہ کا سلسلہ اخیر وقت تک جاری رہا۔ آج ہزاروں افراد آپ کی کفش برداری کر کے شمس وقمر کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ کروڑوں اشخاص آپ کے دست گرفتہ ہیں۔ آپ کے عقیدت مند دنیا کے بیشتر علاقوں اور خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابھی چند سالوں پہلے سے جارڈن کی ایک کمپنی دنیا کی موثر ترین شخصیات کا سروے پیش کر رہی ہے اس کے ۱۴-۲۰۱۳ء کی سروے رپورٹ کے مطابق حضور تاج الشریعہ صاحب قبلہ کی شخصیت ۲۲؍ویں نمبر پر شامل اشاعت تھی۔ ۱۵-۲۰۱۴ء میں بھی ۲۲؍ویں نمبر پر شامل اشاعت تھی۔ ۲۰۱۶ء کے مطابق ۲۵؍ویں اور ۲۰۱۷ء کی سروے رپورٹ کے مطابق ۲۳؍ویں نمبر پر شامل اشاعت ہے۔ اس سے آپ کی عالمی مقبولیت کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

یہ رتبہ بلند جسے مل گیا ملا

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلق خدا کی رہبری، گم گشتہ راہوں کی رہنمائی اور باطل کی سرکوبی کے لیے پیدا فرمایا تھا اس لیے آپ کے اندر وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں جو ایک ہادی، داعی، مبلغ اور قائد ورہنما کے اندر ہونی چاہیے۔ آپ کی پچاس سالہ دینی، ملی، مذہبی علمی، روحانی اور عرفانی خدمات میں اتنا تنوع اور ہمہ جہتی ہے کہ اس کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ آپ کی شخصیت کے گوناں گوں پہلوؤں کی وسعتوں میں جھانکنے کی ابتدائی کوششوں میں اتنے جلوے نظر آ رہے ہیں کہ نگاہیں خیرہ ہو رہی ہیں۔ علم وفن اور حکمت ودانائی کی وہ کون سی شاخ ہے جو آپ کے خیالات کی آب پاشی سے سرسبز وشاداب نہیں ہوئی۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ ایک عالم و فاضل کی جو نمایاں خصوصیات ہیں وہ

بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں۔ ایک عابد وزاہد اور شیخ طریقت کے جو لوازمات ہیں ان میں بھی آپ اپنے معاصر میں فقید المثال تھے۔ایک قائد و رہنما میں دور اندیشی اور تدبر و تفکر کے جو بنیادی عناصر ہیں وہ آپ میں بحسن وخوبی پائی جاتی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کی سیادت و قیادت ہو یا علمی و فکری پیشوائی ان سبھوں کا منبع و مرجع محسن انسانیت، رہنماے دوعالم، ہادی برحق ﷺ کی ذات تھی اس لیے اس سے سرمو انحراف کرکے آپ کی ذات میں کچھ تلاش کرنا سراسر زیادتی و نادانی ہے۔

آپ کو مختلف علوم وفنون پر ملکہ حاصل تھا بالخصوص عربی انگریزی اور فارسی تو آپ مادری زبان کی طرح استعمال کرتے تھے۔آپ کے قلم سے تقریبا پینتیس کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ اور تقریبا دس کتابیں منتظر طباعت ہیں۔گلستان ادب میں بھی آپ نے گل و بوٹے اگائے ہیں اگر چہ فقہ وافتا آپ کا خصوصی میدان ہے اور عربی ادب سے خصوصی لگاؤ تاہم اردو ادب کو بھی آپ نے تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔نظم ونثر دونوں اصناف میں آپ کی گراں قدر خدمات اہل ذوق کو دعوت مطالعہ دے رہی ہیں۔آپ کی زبان نہایت شستہ، نفیس اور عمدہ ہوا کرتی ہے قاری لفظ لفظ سے محظوظ ہوتا ہوا نسیم سحر کی طرح اٹھلاتا اور بل کھاتا ہوا سرمستی و سرشاری میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

آپ کی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ دین متین اور انسانیت کی خدمت سے مملو رہا۔اہل انصاف و دیانت صدق دل سے یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ آپ کی عہد ساز شخصیت کے اٹھ جانے سے ایک زریں عہد کا خاتمہ ہو گیا۔

حیات ووصال۔ریکارڈ ہی رکارڈ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بلاشبہ بے مثل و بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔آپ کی حیات مبارکہ کی انفرادی شان تھی کہ دنیا میں (میری محدود معلومات کی حد تک) آپ سے زیادہ کسی پیر کے مرید نہیں تھے۔ ہندوستان تاریخ میں آپ سے زیادہ عاشقوں نے اب تک کسی کے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔اپنے بیگانے دوست اور دشمن سبھوں نے مل کر جتنی تعزیتی محفلیں منعقد کیں ماضی میں اس کا بھی کوئی رکارڈ نظر نہیں آتا۔آپ کے وصال کے بعد مختلف اداروں، تنظیموں اور اخبار وجرائد نے جو خصوصی نمبر، خصوصی شمارے اور خصوصی گوشے شائع کیے ان نظیر بھی گزشتہ زمانوں میں نہیں ملتی۔

احباب بخوبی جانتے ہیں کہ فقیر ان دنوں امام احمد رضا صدی نمبر کی تیاریوں میں مصروف ہے اس پر مستزاد یہ کہ حضرت کے وصال سے دو روز قبل ہی جنوبی ہند کے دس روزہ تعلیمی دورے سے واپس آیا تھا جس کے نتیجے میں **دارین اکیڈمی**، جمشید پور کا قیام عمل میں آیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکیڈمی کے قیام میں ہمارے کرم فرماؤں کا تعاون شامل حال ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس اکیڈمی کے فکری اور عملی جدوجہد کا سہرا فقیر ہی کے سر ہے اس لیے پوری ان دنوں صبح سے لے کر رات گیے دیر تک پوری توانائی اسی کے فلاح وتزئین اور انتظام وانصرام میں صرف ہو رہی ہے۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت اس کا افتتاح بھی جلد ہی ہونا تھا اس لیے عرس چہلم کی تقریب کے پیش نظر ۲۸ راگست کو" **فیضان تاج الشریعہ کانفرنس** " میں اکیڈمی کے افتتاح بھی طے کر دیا گیا تا کہ حضرت کے وصال کے باوجود بھی آپ کے مشن کی ترویج واشاعت کا کام ہوتا رہے۔

ان اہم وجوہات کی بنیاد پر حضرت کے شایان شان تعارف کا فریضہ انجام نہیں دے سکا جس کا قلق ہمیشہ رہے۔مگر غیرت عشق نے بالکل خاموش بھی نہیں رہنے دیا بے انتہا مصروفیات کے باجود رسالہ کے معیار کے پیش نظر حضرت کی حیات مبارکہ کے ضروری گوشے پیش کر کے غلاموں اور ثناخوانوں کی صف میں سب سے پیچھے ہی سہی مگر کھڑا ہونے کی جسارت کر رہا ہوں۔بس اس سوز دروں کے ساتھ کہ

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

بات مکمل کرنے سے پہلے میں اپنے ان تمام قلم کار حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نہایت کم وقت میں اپنے قیمتی رشحات قلم سے ادارہ کو سرفراز کر کے بروقت تمام کام بحسن وخوبی پایۂ تکمیل تک پہچانے میں بھرپور تعاون کیا۔خاص طور سے مولانا امین مصباحی، مولانا محمد ریاض احمد مصباحی اساتذہ مرکزی دار القراءت جمشید پور کی جاں فشانیوں کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان حضرات نے رات کی نیند اور دن کا آرام قربان کر کے پروف ریڈنگ کا نہایت باریک کام انجام دیا ہے۔

مولا تعالیٰ ان حضرات کے علم عمل، عمر، عزت اور عیش میں بے پناہ، بے حساب برکتیں عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ☆☆☆

کون ہیں تاج الشریعہ ؟

غلام مصطفیٰ قادری رضوی☆

تاج الشریعہ: دنیائے اسلام کی عظیم المرتبت شخصیت کا نام ہے۔ جو فروری 1942 میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے عالم اسلام میں آفتابِ علم بن کر چھا گئے۔

وہی تاج الشریعہ: جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے پر پوتے، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا کے پوتے، مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا قادری کے شہزادے اور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا قادری کے نواسے ہیں۔ (رضی اللہ عنھم)

وہی تاج الشریعہ: جن کا اصل نام تو محمد اسمعیل ہے، مگر اختر رضا کے نام سے جانے گئے اور اب ''تاج الشریعہ'' کا لقب ان کی پہچان بن گیا۔

وہی تاج الشریعہ: جن کے چہرۂ پرنور کو دیکھنے کے لئے مخلوق خدا ترستی رہتی تھی اور جس علاقے میں پہنچ جاتے، ایسا لگتا کہ زمین کے اندر سے لوگ نکل رہے ہیں، دیوانوں کا تانتا بندھ جاتا اور ہر دیوانہ ایک جھلک دیکھنے پر فخر محسوس کرتا۔

وہی تاج الشریعہ: دنیا کے بڑے بڑے علما مشائخ نے جنہیں عالم ربّانی اور اپنا پیشوا مانا۔ اور فلسطین کے ایک بڑے عالم ''شیخ جمیل بن عارف حسینی شافعی'' نے تو یہاں تک فرمایا کہ ''تاج الشریعہ کے وسیلے سے دعائیں مانگی جائیں تو ان شاء اللہ قبول ہوں گی''۔

وہی تاج الشریعہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ عرب ممالک میں بھی جن کے اِردگرد عوام وخواص کا جم غفیر رہتا تھا۔

وہی تاج الشریعہ: جو عالم لا جواب اور عاشق بے مثال تھے، جن کے تقویٰ کو دیکھ کر عہدِ صحابہ کو یاد تازہ ہوتی تھی۔

وہی تاج الشریعہ: جن کی مقبولیت عامہ کے بارے میں، علامہ ارشد القادری (علیہ الرحمہ) نے فرمایا ''اللہ تعالی نے ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی، ایسی مقبولیت دیکھنے میں نہ آئی، دیکھو تو سہی! کہ ازہری میاں کو مختلف جگہ پروگرام میں جانا تھا، رانچی ائیر پورٹ پر اترے، پھر بذریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا، مگر رانچی میں ان سے ملنے کے لئے ہزاروں میکشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی، جب کہ رانچی میں رکنا نہ تھا، صرف وہاں سے گزرنا تھا، مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا اکٹھا ہو جانا، بڑی بات ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دیتی ہے، اور آناً فاناً سب جمع ہو جاتے ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ ص:۲۱۱)

وہی تاج الشریعہ: شریعت کی پابندی کے معاملے میں جو بے مثال تھے اور شریعت کی اتباع میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ حق بات کہنا ہی آپ کا شیوہ رہا۔

وہی تاج الشریعہ: جو عشق رسول، عشق آل رسول اور محبت اولیاء کرام میں سرشار رہتے، وہ بہت بڑے نعت گو شاعر تھے جس پر ان کا نعتیہ مجموعہ ''سامانِ بخشش'' گواہ ہے۔ ان کی نعتوں میں عشقِ رسول کی چاشنی نظر آتی، آج دنیا بھر میں آپ کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں، مندرجہ ذیل نعتیں تو اتنی مشہور ہوئیں کہ آج بچہ بچہ گنگنا رہا ہے:

(۱) منوّر میری آنکھوں کو میرے شمس الضحیٰ کر دیں
(۲) مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں
(۳) زندگی ہے نبی کی، نبی کے لئے
(۴) سنبھل جا اے دلِ مضطر مدینہ آنے والا ہے
(۵) داغ فرقتِ طیبہ، قلب مضمحل جاتا

وہی تاج الشریعہ: جن کے لاکھوں مریدین دنیا بھر میں موجود ہیں اور ہر مرید ایسے پیر سے بیعت کرنے میں فخر کرتا ہے۔

وہی تاج الشریعہ: جن کو اللہ تعالیٰ نے کئی علوم وفنون میں مہارت عطا فرمائی اور عطائے خداوندی سے عربی اور اردو زبان میں متعدد کتابیں لکھ کر اسلام وسنیت کی خدمت کر گئے۔آج جن کی کتابیں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں،

وہی تاج الشریعہ جن کی سب سے بڑی کرامت تو شریعت کی پابندی تھی، مگر اس ولی کامل سے سیکڑوں کرامتوں کا ظہور بھی ہوا جنہیں اس مختصر سے مضمون میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

وہی تاج الشریعہ: جن کے علمی اور تحقیقی فتاویٰ نے نہ جانے کتنوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا۔

وہی تاج الشریعہ: جس پر آپ کی نگاہ کرم ہوگئی، اس کی دنیا و آخرت سنور گئی۔

وہی تاج الشریعہ: جو مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے جانشین تھے اور مفتی اعظم کی بہت سی خوبیاں بھی آپ کی ذات میں دیکھی گئیں۔

وہی تاج الشریعہ: جن کے جنازہ کو دیکھ کر ان کی مقبولیت عامہ کا اندازہ ہوا، اور دیکھنے والوں نے زبان حال سے یہی کہا ہوگا کہ

ع عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اللہ پاک اہل سنت کے اس عظیم پیشوا کے مزار پر اپنی رحمت وغفران کی بارش نازل فرمائے اور آپ کے روحانی فیضان سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وَا ہے ہر اِک قادری کے لئے

☆مدرسہ غریب نواز باسنی

(صفحہ نمبر ۳۳ کا بقیہ) الاستغفار کے مطالعہ کے وقت جب یہ مندرجہ ذیل حدیث آئی۔''**قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ** ۔یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جب میرے دل پر پردہ چھا جاتا ہے بے شک میں اللہ سے ایک دن میں ایک سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔''

تو میرے ذہن میں یہ سوال ابھرا کہ نبی کریم ﷺ سید المعصومین ہونے کے باوجود سو مرتبہ روزانہ استغفار کرتے تھے اس کی وجہ عام طور پر علما بیان کرتے آئے ہیں کہ یہ استغفار امت کی تعلیم کے لیے تھا لیکن اس عبارت میں لفظ لیغان علی قلبی آیا ہے یعنی میرے دل پر پردہ چھا جاتا ہے۔اخیر اس سے کیا مراد ہے۔میں نے کافی غور وخوض کیا لیکن اس کی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی تو میں نے یہ سوال حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے اس کی ایسی وجوہات بیان فرمائیں کہ میں عش عش کرتا رہا گیا اور مجھے یہ ماننے میں ذرہ برابر بھی تامل نہ ہوا کہ آپ صحیح معنوں میں صرف جانشین مفتی اعظم ہند ہی نہیں بلکہ وارث علوم رضا بھی ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ حدیث میں علی قلبی سے مراد عنداداذہ ربی استغفار ہے۔یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرمارہے ہیں کہ میں اس وقت استغفار کرتا ہوں جب کوئی چیز توجہ الی اللہ کے وقت میرے سامنے حائل ہوجاتی ہے۔میں نے عرض کیا حضور! وہ کون سی چیزیں ہوسکتی تھیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ الی اللہ کی راہ میں حائل ہوتی تھیں۔آپ نے فرمایا ان چیزوں کا تعلق بشری تقاضے اور انسانی ضروریات سے تھا۔جیسے کھانا پینا وغیرہ۔

آپ نے مزید اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مستغرق ومنہمک رہیں۔

پھر حضور تاج الشریعہ نے ایک اور بڑی اہم وجہ بیان فرمائی جب آپ گنہگار امتوں کے حالات پر نگاہ ڈالتے تو آپ پر دردوغم کے اثرات مرتبہ ہونے لگتے تو اس کو زائل کرنے کے لیے بھی آپ استغفار کرتے تھے۔

یوں تو اگر حضرت تاج الشریعہ کی عظمت شان، تبحر علمی اور تفحص فنی پر لکھا جائے تو کئی صفحات لکھے جاسکتے ہیں مگر کہاں خوف طوالت دامن گیر ہے۔یقیناً حضرت والا تبار کی رحلت عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

ہزروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پید

☆نیویاک امریکہ

حضور تاج الشریعہ کے دادا، نانا اور والد کے مختصر حالات

ڈاکٹر شوکت علی صدیقی ☆

(دادا) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں ۱۲۹۲ھ/۱۸۹۲ء محلّہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے مولانا حامد رضا خاں نے جملہ علوم وفنون اپنے والد امام اہل سنت امام احمد رضا خاں سے حاصل کئے درس کے وقت آپ کے بعض سوالات امام احمد رضا کو ایسے پسند آتے کہ قال الولد الاعز لکھ کر سوال کا جواب قلم بند فرما دیتے ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج وزیارت کے موقع پر پہلی بار مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ العلی حضرت علامہ محمد سعید بابصیل اور مدینہ منورہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے اکابر علما نے انہیں سندیں عطا کیں۔ حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا ہے۔ آپ تفسیر بیضاوی شریف کے درس میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان کو بیعت و اجازت کا شرف نور العارفین حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سے حاصل ہے اور ادو اعمال اور افکار واشغال کا مجاز و ماذون کیا۔

امام احمد رضا کو اپنے اس فرزند ارجمند سے بڑی محبت تھی اور وہ ان پر بڑا ناز کر کرتے تھے کیوں کہ ایسا لائق وفائق، عالم فاضل دیندار و پارسا اور حسین وجمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث امین تھے۔ ان کی ہر تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون و مددگار تھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو پوکھریرا ضلع سیتامڑھی کے ایک جلسہ کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب محیؔ نے دعوت دی مصروفیت کے سبب والد گرامی نے حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر اس تحریر کے ساتھ روانہ کر دیا کہ اگر چہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں یہ میرے قائم مقام ہیں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے۔

کیوں نہ ہو انہیں کے لیے تو امام احمد رضا نے فرمایا تھا **حامد منی و انا من حامد** حامد مجھ سے ہے اور میں حامد سے ہوں۔

ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کی خاطر ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء میں لاہور میں جماعت اہل سنت اور دیوبندی جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ گفتگو کے ذریعہ مسئلہ طے ہو جائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہو جائیں۔ لہٰذا دیوبندی جماعت کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعت اہل سنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا کا، آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے مگر ادھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے اس موقع پر حجۃ الاسلام نے لاجواب خطبہ دیا سننے والے علما وفضلا آپ کی فصاحت و بلاغت اور علم وفضل کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے اسی موقع پر مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑ، ان کے چہرے کو دیکھ لو (حجۃ الاسلام کی طرف سے اشارہ کر کے کہ آپ بہت ہی حسین وجمیل اور روجیہ وشکیل تھے) (دیوبندی کی جانب سے اشارہ کر کے) اور فیصلہ کر لو کہ حق کدھر ہے۔

اسی مناظرے کے موقع پر حضرت حامد رضا خان کی ملاقات

ڈاکٹر سر محمد اقبال سے بھی ہوئی۔ دوران ملاقات حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور بے ساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان ٹوٹ پڑنا چاہئے۔

۱۹۳۵ء میں مرادآباد میں حجۃ الاسلام جو فصیح و بلیغ، پر مغزو پرتدبیر خطبہ دیا تھا وہ آپ کی سیاسی بصیرت علمی جلالت، مذہبی قیادت و سیادت اور ملی وقومی ہمدردی اور دینی جماعت کی ایک شاندار مثال ہے۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں ہندستانی سیاست، اغیار کی پالیسیاں، تدابیر دفاع، نظام عمل، اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور قومی نظریے کی وضاحت وغیرہ پر مشتمل تھا۔

ان کی فصاحت و بلاغت نثر نگاری و شاعری خصوصاً عربی زبان وادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے۔

درجنوں کتابیں آپ کی یادگار ہیں قادیانی کے رد میں سب سے پہلے کتاب **الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی** آپ ہی کی ہے **الدولة المکية** کا ترجمہ بھی ان کا علمی وادبی شاہکار ہے فن تاریخ گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔

۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳مئی ۱۹۴۳ء دوران نماز عشا عالم تشہد میں آپ کا وصال ہوا نماز جنازہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب نے پڑھائی روضہ اعلیٰ حضرت کے مغرب جانب گنبد رضا میں مدفون ہوئے جو مرجع خلائق اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) مفسر اعظم ہند حضرت محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں (حضور تاج الشریعہ کے والد صاحب) (۲) حضرت علامہ حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

(نانا) مفتی اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان نوری

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی ولادت ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ ر۷ جولائی ۱۸۹۳ء کو آپ کے والد گرامی امام احمد رضا قدس سرہٗ کے برادر حقیقی علامہ حسن رضا خان کے دولت کدہ واقع محلہ رضا نگر سوداگران شہر بریلی شریف یوپی میں ہوئی۔

آپ کا اصلی نام محمد ہے غیبی نام ال الرحمٰن ہے۔ پیرومرشد نے آپ کا نام ابو البرکات محی الدین جیلانی تجویز فرمایا اور والد ماجد نے عرفی نام مصطفیٰ رضا رکھا فن شاعری میں اپنا تخلص نوری منتخب فرمایا مفتی اعظم ہند سے مشہور ہوئے۔

۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ چھ ماہ تین یوم کی عمر میں سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ نے اپنی انگشت شہادت آل الرحمٰن محمد ابو البرکات محی الدین جیلانی کے دہن مبارک میں ڈالی مفتی اعظم شیر مادر کی طرح چوسنے لگے سید المشائخ نے داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ نیز حضرت مفتی اعظم ہند کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا ''یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہوں سے لاکھوں گم راہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کا دریا بہائے گا۔ امام احمد رضا نے بھی اپنے نور نظر لخت جگر خلف اصغر مفتی اعظم کو جمیع اورادو اشغال واعمال وسلاسل طریقت میں ماذون ومجاز بنایا۔

مفتی اعظم نے قرآن مجید اعلیٰ حضرت سے پڑھا اور منجھلے (مولانا حسن رضا) چھوٹے (مولانا محمد رضا) چچا کے علاوہ برادر اکبر مولانا حامد رضا سے بھی پڑھا۔ فارسی وعربی بھی انہیں حضرات سے پڑھی مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے اساتذہ مولانا بشیر احمد علی گڑھی مولانا ظہور الحسین فاروقی رامپوری، مولانا رحم الٰہی مظفر نگری سے خاص طور سے درسیات کا اکتساب کیا جب متوسطات پڑھ چکے تو زیادہ تر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حضوری حاصل رہی جس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے ۔ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں مفتی اعظم قدس سرہٗ بہ عمر ۱۸سال، خداداد ذہانت، ذوق رضا قدس سرہٗ کی توجہ کامل اور شیخ مکرم سید المشائخ قدس سرہٗ کی عنایات کر کے مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف پر عبور حاصل کر کے مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے تکمیل فراغت پائی۔

فراغت کے بعد مفتی اعظم نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام میں سند تدریس بخشی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا دارالافتا کے اہتمام اور کارفتویٰ کی زیادتی کے سبب صرف مخصوص طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ درس افتا میں مفتی اعظم ہند اس کا التزام فرماتے تھے کہ محض نفس حکم سے واقفیت نہ ہو کہ بلکہ اس کے ماعلیہ و مالہ کے تمام نشیب وفراز ذہن نشین ہو جائیں پہلے آیات واحادیث سے استدال کرتے پھر اصول فقہ وحدیث سے اس کی تائید دکھاتے اور قواعد کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے پھر مزید اطمینان کیلئے فتویٰ رضویہ یا امام احمد رضا کا ارشاد نقل فرماتے: مفتی اعظم قدس سرہٗ طلبہ پر نہایت مہربان تھے۔ انہیں شفقت و محبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب و نادار طلبہ کو خفیہ طور پر خرچ کرنے کیلئے رقوم بھی عنایت فرماتے آپ کے تلامذہ و مستفدین کی ایک بڑی جماعت ہے جو ہندو پاک کے ہر حصے میں حق کی آواز بلند کر رہے ہیں اور دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بندوں کی حاجت روائی آپ کا خاص وصف تھا کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر لوگوں کی حاجتوں کو سننا پھر اس کا مداوا کرنا، تعویذ کے پردے میں اپنی کرامت ومحبوبیت کو چھپانا، جن مریضوں کو ڈاکٹر نے لا علاج مرض بتا دیا آپ نے تعویذ دیا، دم فرما دیا چند روز میں بھلا چنگا ہو گیا۔

آپ کی سیاسی بصیرت وتدبر اپنے والد ماجد کی تعلیم کا نتیجہ تھی وہ ایک صاحب رائے، صاحب فکر اور صاحب بصیرت مدبر تھے ان کی سیاسی بصیرت کی گہرائی وگیرائی کا اندازہ لگانے کے لئے ان کی دو کتابوں کا مطالعہ کافی ہوگا۔ (۱) طرق الہدیٰ الارشاد (۲) مقدمہ۔ دوام العیش۔ آپ سنت کی نشر واشاعت، بدعت کی بیخ کنی اور احقاق حق وابطال باطل میں حکومت وقت کے جبر واستبداد اوراعلان سزا وعقوبت سے بے نیاز، بلا طمع اور بلا خوف لومۃ لائم، محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور سید عالم ﷺ کی محبت و اطاعت کی خاطر ہمیشہ سینہ سپر رہے۔ آپ ملکت اسلامیہ کے اتحاد و بقاوتحفظ کی خاطر دامے درمے قدمے سخنے ہر لحاظ سے خدمات انجام دیں۔

تحریک ہجرت، تحریک خلافت، تحریک شدھی، فتنہ بد مذہبیت، تحریک اشترا کیت حرم شریف پر اس کے قابض حکمرانوں کی حج ٹیکس کی جبری وصولی کا معاملہ، وجوب حج التوائے حج کا مسئلہ، فتنہ شہادت مسجد شہید گنج لاہور، فتنہ نسبندی وغیرہ کے خلاف عملی طور سے آپ نے جدوجہد کی اور مسلمانان ہندکوان کے براثرات سے بچانے کی بھر پور کوشش فرمائی، فتنہ ارتداد ۱۹۲۳ء کے زمانے میں آپ نے ۵ لاکھ غیر مسلموں، مرتد مسلمانوں کو اپنی انتھک تبلیغ، حکمت عملی، محنت وشفقت سے حلقہ بگوش اسلام کیا آپ کے اس عظیم کارنامے کی بنا پر فتنہ ارتداد کا انسداد کرنے والے علما میں آپ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ تحریک آزادی ہند اور فلاح وصلاح مسلمین کے سلسلے میں قائم انجمن اظہار الاسلام جماعت انصار الاسلام، جماعت رضائے مصطفےٰ، آل انڈیا حسنی کانفرنس وغیرہ نے فعال، تعمیری اور تحریکی کردار ادا کیا۔

ان کے علاوہ دینی مکاتب اور علمی معاہدہ کا قیام بھی آپ کی پرخلوص مساعی کا تابندہ پہلو ہے۔ سینکڑوں علم وفن کے مراکز آپ کی نگاہ ولایت مآب کا تصدق ہیں جو ملک کے طول وعرض میں علوم ومعارف کے چشمہ ہائے شیریں بن کر تشنگان علوم دینیہ کو سیرابی بخش رہے ہیں۔

مفتی اعظم بلند ذوق شعر وادب کے حامل تھے آپ کا شمار اپنے وقت کے استاذ الشعرا میں ہوتا ہے آپ نوریؔ تخلص فرماتے آپ نے شاعری کو عشق مجازی کے بجائے عشق حقیقی کا ذریعہ اظہار بنایا آپ کی شاعری میں علم وفن کی جلوہ گری کے ساتھ عشق و عرفان کی جو سرمستی ہے وہ اردو شاعری میں خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مفتی اعظم ہند کو تحریر کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔ مضامین کے سیلاب کو جوان کے دل میں امنڈ تھا اسے ضبط تحریر میں لے آتے تھے، تین درجن سے زائد کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں جو زیور طبع سے آراستہ وپراستہ ہیں۔ الملفوظ، سامان بخش

،فتاویٰ مصطفطو یہ بہت مشہوت کتابیں ہیں۔آپ نے تین بار حج بیت اللہ اور حرمین شریفین کی زیارت کی خاطر حاضری دی۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء پہلا ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء دوسرا ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں تیسرا حج ادا کیا آپ تصویر کشی سے سخت پرہیزی فرماتے تھے لہٰذا حج کے پاسپورٹ کیلئے بھی آپ نے تصویر نہ کھینچوائی حرمین شریفین کے سفر میں وہاں کے علما نے آپ سے استفادہ کیا اور مختلف علوم میں سندیں حاصل کیں۔آپ ۹۱ سال کی عمر میں ۱۴/محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۳/نومبر ۱۹۸۱ء کو رات ایک بج کر چالیس منٹ پر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے آپ کے وصال کی خبر دنیا کے تمام مشہور ریڈیو اسٹیشن سے نشر کی گئی لاکھوں لوگوں نے جنازے میں شرکت کی، نماز جنازہ حضرت مولانا سید مختار اشرف سرکار کلاں سجادہ نشیں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی اخباری رپورٹ کے مطابق دنیا کے کسی مذہبی رہنما کے جلوس جنازہ میں اتنی بڑی تعداد کی کسی مذہب وملت کے افراد نے آج تک شرکت نہیں کی۔

آپ کے والد ماجد امام احمد رضا کے بائیں پہلو میں سپرد خاک کیا گیا جہاں ہر سال لاکھوں عقیدت مند، مشائخ کرام علمائے عظام اور دانشوران ملت زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

(والد) مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں

مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں کی ولادت ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۶ کو حجۃ الاسلام کے گھر میں ہوئی یہ پہلی پیدائش ہوئی تھی اس لئے اس خاندان کے ہر فرد کو بے انتہا خوشی ہوئی۔جد بزرگوار امام احمد رضا قدس سرہٗ نے مفسر اعظم ہند کے عقیقہ کا شایان شان اہتمام فرمایا عزیز و اقرباء کے علاوہ دارالعلوم منظر اسلام کے تمام طلبہ کو عام دعوت دی اور ناظم مطبخ کو اس بات کی ہدایت فرمادی کہ ’’جن ممالک یا صوبہ جات کے طلبہ دارالعلومنظر اسلام میں ہیں ان کی خواہش کے مطابق انہیں وطنی کھانا چاہئے‘‘۔

والدہ مکرمہ و جدہ معظّمہ سے گھر ہی میں قرآن مجید ناظرہ اور اردو کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔اعلیٰ تعلیم کیلئے دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کر دیئے گئے۔۱۳۴۴ھ/۱۹۵۲ء میں حجۃ الاسلام نے اساطین اسلام کی موجودگی میں دستار رکھی اور اپنی نیابت اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔شرف بیعت امام احمد رضا سے حاصل کی اجازت وخلافت بھی انہیں سے تھی۔مفتی اعظم ہند نے بھی اجازت وخلافت عنایت فرمائی تھی۔۱۳۴۷ھ میں شادی کی خدائی کا جشن منعقد ہوا۔واضح رہے کہ کمسنی ہی میں جد بزرگوار امام اہلسنت امام رضا قدس سرہٗ نے مفتی اعظم ہند کی صاحبزادی سے نکاح کر دیا تھا۔

جوانی کے عالم ہی میں آپ کو گھوڑ سواری، تیر اندازی اور بندوق چلانے کا بہت شوق تھا شکار کی کچھ ایسی عادت پڑ گئی تھی کہ دن بھر جنگلوں میں گھومتے رہے۔۱۳۶۷ھ میں بریلی مستقلاً قیام کی غرض سے مفسر اعظم ہند بریلی تشریف لائے اور منظر اسلام جس کا نظام بالکل خراب ہو چکا تھا اہتمام کی باگ ڈور سنبھالئی، وصیت کے علاوہ گورنمنٹ کی طرف سے بھی منظر اسلام کے مہتمم نامزد کئے گئے۔۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں مفسر اعظم ہند زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

حج وزیارت سے مشرف ہونے کے بعد طلبہ کے ساتھ بہت ہی ہمدردی ہوگئی ابتداًء کافیہ اور شرح جامی پڑھاتے رہے کچھ دنوں کے بعد مسلم شریف، ترمذی شریف، شفا شریف، مشکوٰۃ شریف بہت ہی انشراح صدر اور مناظرہ ڈھنگ سے پڑھاتے تھے، عربی ادب پڑھاتے وقت عربی زبان میں گفتگو فرماتے۔تقریباً ملک کے اکثر حصے میں تبلیغ دین کی اشاعت کرتے رہے، بعض جگہوں میں اپنے خرچ سے جلسہ عید میلادالنبی کا انتظام کرتے تھے۔درجنوں کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی۔

حضرت مفسر اعظم ہند نے پانچ (۵) صاحبزادوں اور تین (۳) صاحبزادیوں کو یادگار چھوڑا ہے۔

(۱) ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری (۱۹۸۵ء میں انتقال ہوئے) (۲) جانشین مفتی اعظم اختر رضا خاں قادری (۳) مولانا ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری (۴) مولانا منان رضا خاں منانی میاں (۵) مخدوم تنویر رضا خان یہ جانشین مفتی اعظم سے بڑے تھے۔جذبی کیفیت میں غرق رہتے تھے۔مفقود الخبر ہوگئے۔

۱۱/صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/۱۲/جون ۱۹۶۵ء کو غریق رحمت ہوئے اسلامیہ کالج کے میدان میں نماز جنازہ ہوئی مفتی افضل حسین مونگیری نے پڑھائی۔دائیں جانب امام احمد رضا قادری کے مدفون ہوئے۔

☆ چترا، تھانہ ہنٹرگنج، جھارکھنڈ (بشکریہ تجلیات تاج الشریعہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تاج الشریعہ کی حیات پر ایک نظر

عطاء الرحمٰن نوری ☆

زینت مسند رشد وہدایت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت العلام شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی صاحب کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ خانوادۂ رضویہ میں علم وعرفان اور دین ودانش کا سرچشمہ ہیں، سیکڑوں اساتذہ کے استاذ اور بے شمار فرزندانِ توحید کے ماویٰ وملجا اور مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، اخلاص ووفا اور تحقیق وتنقیح کے حقیقی وارث ہیں۔ احقاق حق وابطال باطل کا تحقیقی انداز آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض اور اکتسابِ برکت کے لیے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کے چہرۂ تاباں کی زیارت کو ایمان کی تازگی کا ذریعہ جانتے ہیں۔ آپ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع ہیں۔ حکمت ودانائی، طہارت و پاکیزگی، بلندیِ کردار، خوش مزاجی وملنساری، حلم وبردباری، خلوص و للّٰہیت، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت واستقامت بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع ہیں، وہیں آپ زہد وتقویٰ کا بھی مجسم پیکر ہیں۔ آپ جہاں ایک عاشق رسول، باعمل عالم، لاثانی فقیہ، باکمال محدث، لاجواب خطیب، بے مثال ادیب، کہنہ مشق شاعر ہیں وہیں آپ باکرامت ولی بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے استقامت سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور تاج الشریعہ کی یہی کرامت سب سے بڑھ کر ہے۔

۲۰۰۹ء سے دی رائیل اسلامک اسٹراٹیجک اسٹڈی سینٹر (جارڈن) پوری دنیا میں اثر ورسوخ رکھنے والے پانچ سو مسلم افراد پر مشتمل سروے رپورٹ پیش کر رہا ہے۔ اس فہرست میں محقق ادیب، سیاسی، مذہبی، روحانی، مبلغ، سخی، سماجی، تجارتی، تہذیبی، ثقافتی، فنی، قاری، صحافتی، ناموراور کھیل کی دنیا سے تعلق رکھنے والے پانچ سو بااثر افراد ہوتے ہیں۔

۱۴-۲۰۱۳ء کی سروے رپورٹ کے مطابق حضور تاج الشریعہ صاحب قبلہ کی شخصیت ۲۲/ویں نمبر پر شامل اشاعت تھی۔ ۱۵-۲۰۱۴ء میں بھی ۲۲/ویں نمبر پر شامل اشاعت تھی۔ ۲۰۱۶ء کے مطابق ۲۵/ویں اور ۲۰۱۷ء کی سروے رپورٹ کے مطابق ۲۳/ویں نمبر پر شامل اشاعت ہے۔

ولادت اور اسم گرامی:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۴/ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ مبارکہ محلّہ سوداگران رضانگر بریلی شریف میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت تک آپ کا شجرہ نسب یوں ہے: ''محمد اسماعیل رضا عرف محمد اختر رضا خاں بن ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں بن حامد رضا خاں بن امام احمد رضا خاں بن علامہ مفتی نقی علی خاں۔'' آپ حجۃ الاسلام کے پوتے اور مفتی اعظم قدس سرہما کے نواسے ہیں۔ آپ کے پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ دو بھائی آپ سے بڑے ہیں۔ ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری اور تنویر رضا خاں قادری اور دو آپ سے چھوٹے ہیں۔ ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری اور مولانا منان رضا خاں قادری۔

تعلیم وتربیت:

چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے رسم ''بسم اللہ خوانی'' کی عظیم الشان تقریب منعقد فرمائی۔ تاجدارِ اہل سنّت مفتی اعظم قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی۔ قرآن پاک ناظرہ والدہ مشفقہ سے پڑھا، اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں، اس کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے اور قابل فخر اساتذۂ کرام سے اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کی۔ منظر اسلام سے فراغت کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے ''جامعہ ازہر مصر'' تشریف لے گئے اور وہاں ''كلية اصول

الـــــدیـــــن‘‘، میں داخلہ لے کر تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ اور عربی زبان وادب میں کمال حاصل کیا اور ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۹ء میں سند سے نوازے گئے۔

اساتذۂ کرام:

آپ کے اساتذۂ کرام میں حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا نوری، حضرت مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا جیلانی، فضیلۃ الشیخ علامہ محمد سماحی (جامعۃ الازہر) علامہ محمود عبدالغفار (جامعۃ الازہر)، مولانا محمد ریحان رضا قادری رحمانی میاں اور مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی جیسے جید صاحبان کے نام شامل ہیں۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ سے بیعت وارادت کا شرف رکھتے ہیں۔ ۲۰؍سال کی عمر میں حضرت مفتی اعظم ہند نے ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور والد ماجد نے فراغت سے قبل ہی اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ حضرت برہان ملت قدس سرہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی تھے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیرخانہ مارہرہ مقدسہ کی دو عظیم الشان شخصیتوں نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

(۱) سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ

(۲) احسن العلما حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن علیہ الرحمہ میاں

تدریسی خدمات:

جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد آپ دار العلوم منظر اسلام میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے لیے مامور ہوئے۔ درس وتدریس کا یہ سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔ تبلیغی اسفار اور بیعت وارشاد کی مصروفیات کے باعث تدریس کا یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا مگر فتویٰ نویسی، تحقیق وتدقیق اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ آخیر وقت تک جاری وساری رہا۔

تصنیف وتالیف:

آپ اپنے جد امجد مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہر اتم اور پرتو کامل تھے۔ حضور تاج الشریعہ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ حضرت کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔ آپ کی تصانیف وتحقیقات مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ تحقیقی انداز، مضبوط طرز استدلال، کثرت حوالہ جات، سلاست وروانی آپ کی تحریر کو شاہکار بنا دیتی ہے۔ آپ اپنی تصانیف کی روشنی میں یگانۂ عصر اور فرید الدہر نظر آتے ہیں۔ افتا وقضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر بے تحاشا مصروفیات کے باوجود آپ تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے جو تصانیف وتراجم اور تعلیقات وتحقیقات پر مشتمل ہیں۔

اُردو:

(۱) ہجرت رسول (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئلہ (۴) حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) سنو چپ رہو (۸) دفاع کنز الایمان (۲؍جلد) (۹) الحق المبین (۱۰) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۱) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (۱۲) جشن عید میلاد النبی (۱۳) سفینہ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۴) فضیلت نسب (۱۵) تصویر کا مسئلہ (۱۶) اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ (۱۷) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (۱۸) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) العطایا الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ معروف بہ ’’ازہر الفتاویٰ‘‘ (۵؍جلد)

عربی تصانیف:

(۲۰) الحق المبین (۲۱) الصحابة نجوم الاهتداء (۲۲) شرح حدیث الاخلاص (۲۳) نبذة حياة الامام احمد رضا (۲۴) سد المشارع (۲۵) حاشية عصيدة الشهدة شرح القصيدة البردة (۲۶) تعليقاتِ زاهرة على صحيح البخارى (۲۷) تحقيق أن أباسيدنا ابراهيم (تارخ) لا (آذر) (۲۸) مراة النجدية بجواب البريلوية (۲؍جلد) (۲۹) نهاية الزين فى التخفيف عن ابى لهب يوم الاثنين (۳۰) الفردة فى شرح قصيدةالبردة

تراجم:

(۳۱) انوار المنان فى توحيد القرآن (۳۲) المعتقد والمنتقد مع المعتمد المستمد (۳۳) الزلال النقىٰ من بحر سبقة الاتقى

تعاریب:

(۳۴)برکات الامداد لاھل استمداد (۳۵)فقہ شہنشاہ(۳۶) عطایا القدیر فی حکم التصویر (۳۷)اھلاک الوھابین علی توھین قبورالمسلمین (۳۸)تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون (۳۹)شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۴۰)قوارع القھارفی ردالمجسمة الفجار (۴۱)الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۴۲)الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء(۴۳)سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (۴۴)حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین.

علاوہ ازیں چند مضامین مفتی اعظم ہند،علم وفن کے بحر ذخار اوررویت ہلال کا ثبوت وغیرہ شامل ہیں۔

وعظ وخطابت:

حضورتاج الشریعہ کوتقریروخطاب کا ملکہ اپنے والد ماجد سے ملاتھا۔آپ کی تقریرانتہائی مؤثر، نہایت جامع ، پرمغز،دل پذیر،دلائل سے مزین ہوتی ہے۔آپ کی مادری زبان اردوتو ہے ہی مگرعربی اورانگریزی میں بھی آپ کی مہارت اہل زبان کے لیے بھی باعث حیرت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کوکئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا تھا۔عربی کے قدیم وجدید اسلوب پرآپ کو ملکۂ راسخ حاصل تھا۔آپ کے مواعظ حسنہ کوسُننے کے لیے ہزاروں عقیدت مند کشاں کشاں چلے آتے تھے۔

شعروادب:

حضورتاج الشریعہ دام ظلہٗ علینا کوخاندان اورخصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے موزونیِ طبع ،خوش کلامی ،شعر گوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا تھا۔آپ کی شاعری معنویت ،پیکرتراشی ،سرشاری وشیفتگی ،فصاحت وبلاغت ،حلاوت و ملاحت، جذب وکیف اورسوز وگداز کا نادرنمونہ ہے۔علامہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی رقم طراز ہیں:

’’حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب اختؔر کے ایک ایک شعرکو پڑھنے کے بعد ایسامحسوس ہوتا ہے کہ حسن معنی عقیدت میں ضم ہوکرسرمدی نغموں میں ڈھل گیا ہے۔زبان کی سلاست اورروانی، فصاحت وبلاغت، حسن کلام،طرز ادا کا بانکپن، تشبیہات واستعارات اورصنائع لفظی ومعنوی سب کچھ ہے گویا حسن ہی حسن ہے، بہار ہی بہار ہے اور ہرنغمہ وجہ سکون وقرار ہے۔‘‘

(نغمات اختر المعروف سفینۂ بخشش،ص۴)

جانشین مفتی اعظم نے تین زبانوں میں شعروشاعری میں طبع آزمائی کی۔آپ کو زمانہ طالب علمی میں ہی شعروشاعری کا شغف ہوگیا تھا۔ابتداء میں شاعری کی اصلاح اپنے اساتذہ اور والد ماجد سے لیتے رہے زمانہ طالب علمی کی نعتیں،نظمیں ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں چھپتیں رہیں۔آستانہ رضویہ پر منعقد ہونے والے مشاعرے میں بھرپور حصہ لیتے اوراعلیٰ کامیابی ہوتی۔انیس سال کی عمر کی ایک نعت پاک کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشاں جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال

اک اشارہ سے کیا شق ماہِ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صل علیٰ شانِ جمال

فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقوں
ہر طرف دیکھیں گے ایسے جلوۂ شانِ جمال

مرکے مٹی میں ملے وہ باخدا بالکل غلط
مثل سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

حاسدانِ شاہِ دیں کو دیجیے اختؔر جواب
در حقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطان جمال

میرے مشفق ومہرباں ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی اپنی کتاب ’’بلبلِ بُستانِ مدینہ :علامہ اختر رضا ازہری بریلوی‘‘میں حضرت کی شاعری کےحوالے سےرقم طراز ہیں:

’’علامہ اختر رضا ازہری بریلوی بیک وقت عظیم محدث و فقیہ،مفکر و مدبر،ادیب وخطیب،تصوف و ولایت کے دُرّ نایاب ، دعوت وتبلیغ کے آفتاب و ماہ تاب، رشد وہدایت کے گلِ خوش رنگ اور بافیض معلم و مصلح ہونے کے ساتھ ساتھ مقبولِ زمانہ نعتیہ کلام کے عمدہ اورمشہورومعروف نعت گوشاعر بھی ہیں۔آپ کا اشہبِ قلم نثر ونظم میں یکساں رواں دواں ہے۔اردو کے علاوہ آپ کوعربی و فارسی پربھی عالمانہ وفاضلانہ دسترس حاصل ہے۔آپ کی عربی دانی کو دیکھ کراہلِ زبان عش عش کراُٹھتے ہیں۔آپ کے علمی اثاثے میں ایک معتد بہ حصہ عربی نثر ونظم پر مشتمل ہے۔آپ کواپنے اسلافِ

کرام سے علوم وفنون اور شریعت وطریقت کے ساتھ عشقِ نبوی علیہ الصلاۃ والتسلیم کی دولتِ عظمٰی بھی ملی۔ عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گھٹی میں پلایا گیا۔ اسی عشق کے اظہار کے لیے آپ نے نعتیہ شاعری کو وسیلہ بنایا اور اپنے اجدادِ عظام کی طرح دنیائے علم وادب کو ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے ایک گراں قدر تحفہ عنایت کیا۔ آپ کا مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش''، عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا ایک حسین وجمیل اور روح پرور گل دستہ ہے۔ جس میں مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدت مندانہ بیان ہے۔ علامہ اختر رضا بریلوی کی نعت گوئی کو بھی دبستانِ بریلی کے دیگر شعرا کی طرح محض عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا مرقع نہیں کہا جاسکتا بل کہ آپ کا کلام فکر و فن، جذبہ وتخیل، زبان و بیان، فنی گیرائی و گہرائی، جدتِ ادا، زورِ بیان، حسنِ کلام، تشبیہات واستعارات اور صنائع لفظی ومعنوی جیسے شعری وفنی محاسن کا آئینہ دار بھی ہے۔'' (ص ۳)

''سفینۂ بخشش'' سے چیدہ چیدہ اشعار نشانِ خاطر ہوں۔

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں
تجسس میں کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلبِ مضطر
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اختر ہے مدینہ چشمِ اختر میں

....

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مِل جاتا
موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا
میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کھِل جاتا
ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

حق گوئی وبے باکی:

احقاق حق وابطال باطل، خانوادۂ رضویہ کی ان صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا۔ یہاں حق کے مقابل نہ اپنے پرائے کا فرق رکھا جاتا ہے نہ امیر وغریب کی تفریق کی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم کو اپنے اسلاف کا پرتو بنایا ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو جن گوناں گوں صفات سے متصف کیا ہے، ان میں ایک عظیم صفت حق گوئی اور بے باکی ہے۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن وتشنیع، مصائب وآلام آپ کو راہِ حق سے نہ ہٹا سکی۔ آپ نے کبھی اہل ثروت کی خوشی یا حکومتی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا، ہمیشہ صداقت وحقانیت کا دامن تھامے رکھا۔ اس راہ میں کبھی آپ نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے کا فرق ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ ہر معاملہ میں آپ اپنے آبا واجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے۔ آپ نے کبھی بھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ جب کبھی بھی فتویٰ تحریر کیا تو اپنے اسلاف اور آبا واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلاخوف وخطر تحریر فرمایا۔ حق گوئی کے شواہد آپ کے ہزاروں فتاویٰ ہیں جو ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اعزاز:

جامعۃ الازہر میں اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو اس وقت کے مصر کے صدر کرنل جمال عبدالناصر نے ''ازہر ایوارڈ'' پیش کیا اور ساتھ ہی سند سے بھی نوازے گئے۔ (بحوالہ: مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص ۱۵۰)

مئی ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کے دورۂ مصر کے موقع پر جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں آپ کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی۔ عالمی شخصیات میں جو اعزاز آپ کو یہاں دیا گیا وہ بھی اپنی نوعیت کا واحد اعزاز ہے۔

تبلیغی وتعلیمی اداروں کی سرپرستی:

جانشین مفتی اعظم کی سرپرستی میں ہندوستان اور بیرون ممالک میں درجنوں تبلیغی اور تعلیمی ادارے (باقی صفحہ ۲۰ پر)

تاج الشریعہ: علم وتقویٰ میں بے مثال

مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی

اس وقت جب حضرت تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ان کی روح اعلیٰ علیین میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ کی روحوں سے ہمکنار ہوگئی اوران کا جسد عنصری اپنے ان اجداد کے جوار میں مدفون ہو چکا۔قلم تو قلم، دل ودماغ بھی ساتھ نہیں دے رہے ہیں کہ ان کی یادوں کے بکھرے ہوئے جواہرات کو حافظے کے نہاں خانہ سے نکال کر کاغذ وقرطاس کے سپرد کروں۔اس لیے بظاہر کچھ غیر مربوط سے شذرات ہی املا کرانے پر مجبور ہوں۔ویسے غائر نظر سے دیکھنے پر کچھ نہ کچھ ربط بھی ضرور نظر آئے گا۔

حضرت تاج الشریعہ کا یہ شعر ذہن کی اسکرین پر بار بار نمودار ہو رہا ہے:

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں
کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیے

شعر کے پہلے مصرعے پر تو اوپر او پر سب نے عمل کیا،ان کے ظاہر کو خوب دیکھا، مگر اندر جھانکنے کی کوشش بہت کم لوگوں نے کی۔وہ کیا تھے اور کیسے تھے؟ کاش ان پر حاشیہ نشینوں کے اپنے ذاتی مفادات کا حجاب نہیں ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں، کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ پاتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی علمی وروحانی امانتوں کے کیسے عظیم وارث وامین تھے۔

(۱) اس وقت سال تو یاد نہیں آرہا ہے، مگر اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلی بار کیرالہ کے جامعہ "الثقافۃ السنیۃ" سے شیخ ابوبکر شافعی مدظلہ اور "الجامعۃ السعدیۃ" سے شیخ عبد القادر شافعی علیہ الرحمۃ بریلی شریف حاضر ہوئے اور رضا مسجد میں نماز ادا کی تو اپنے مذہب کے مطابق رفع یدین کیا۔پھر باہر آ کر لوگوں سے دریافت کیا: **این الشیخ الازھری؟** حضرت ازہری صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟[مگر لوگوں نے غیر مقلد سمجھ کر التفات ہی نہیں کیا۔لیکن ایک بارہ تیرہ سالہ طالب علم حضرت ازہری صاحب علیہ الرحمۃ کے دولت کدہ کی بالائی منزل پر قائم "ازہری دارالافتا" میں آیا، یہاں اس وقت حضرت علیہ الرحمہ، مولانا یاسین اختر مصباحی اور یہ فقیر علمی مذاکرہ میں مشغول تھے۔آتے ہی اس طالب علم نے کہا: حضرت! دو غیر مقلدین آپ سے ملنا چاہتے ہیں،منع کر دوں؟ میں نے اسے ڈانٹنے کے انداز میں کہا: تم اجازت لینے آئے ہو یا حکم سنانے؟ پھر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا: حضور! وہ غیر مقلد نہیں، قادیانی ہوں، آپ تو ان سے ملنے نہیں جا رہے ہیں، وہ ملنے آ رہے ہیں،آنے دیں، ہوسکتا ہے خدا ان کو ہدایت دے دے! مصباحی صاحب نے بھی میری تائید کی اور حضرت علیہ الرحمۃ نے اس طالب علم سے فرمایا: اچھا،آنے دو! اس پر وہ لڑکا واپس گیا اور سفید جبے میں ملبوس، سر پر مخصوص انداز کے عمامے سجائے ہوئے دو اشخاص زینے سے برآمد ہوئے اور ایک ہی سانس میں کہا: **السلام علیکم! نحن معکم في تکفیر الوھابیہ مأئة في مأئة** یعنی ہم لوگ وہابیوں کے تکفیر کے سلسلے میں سو فی صد آپ حضرات کے ساتھ ہیں۔اس سے ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ غیر مقلدین نہیں ہوسکتے، ایسا لگتا ہے کہ سنی شافعی ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور **"اھلا وسھلا"** کہہ کر مصافحہ ومعانقہ کیے۔پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے انٹرکام سے گھر میں اطلاع دے کر بہت ہی پر تکلف ناشتہ اور چائے منگوائی۔

اس وقت وہ حضرات اردو بالکل نہیں بول پاتے تھے بلکہ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پا رہے تھے اسی لیے عربی میں گفتگو شروع ہوئی۔ہر چند کہ شافعی حضرات کو حدیث وتفسیر سے شغف زیادہ ہوتا ہے،مگر ہم نے دیکھا کہ کسی بھی موضوع پر وہ حضرات اگر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو حضرت علیہ الرحمۃ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے۔وہ حضرات

اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمۃ چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے۔ جس سے ان حضرات کے ساتھ میں اور مصباحی صاحب بھی استعجاب و حیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمۃ کا منھ تکنے لگے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کے علمی فیضان کا ثمرہ ہے۔

(۲) ۱۹۴۷ء کی بات ہے جب حضور مفتی اعظم نے بہار کے ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔ اس سفر میں ہم خواجہ تاشان رضویت کی استدعا پر حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا۔ پھر بھی خدمت کے لیے مولانا خواجہ مقبول احمد رضوی مرحوم و مغفور کو تاریخ مقررہ سے پانچ چھ دن پہلے ہی بریلی شریف بھیج دیا گیا۔ مگر حضور مفتی اعظم کا پروگرام کلکتہ ہوتے ہوئے کشن گنج (جو اس وقت پورنیہ ضلع کا سب ڈیویزن تھا) پہنچنے کا ہو گیا۔ مولانا مقبول صاحب تو حضور مفتی اعظم کے ہمراہ ہو گئے اور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخ مقررہ کی صبح براہ راست گوہاٹی میل سے کشن گنج پہنچیں گے۔ جب مقررہ تاریخ آئی تو استقبال کے لیے سینکڑوں علما و عوام کشن گنج پہنچ گئے۔ حضور مفتی اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچنے والی ٹرین سے ہو گئی، مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔ ٹرین کے کچھ مسافروں نے استقبال کے لیے پہنچنے والوں کا ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے مگر وہ نظر نہیں آرہے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو رہا تھا کہ ٹرین مظفر پور پہنچی تھی اور حلیہ بتا کر کہا کہ اس شکل و صورت کے ایک صاحب بڑی بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔ ٹرین روانہ ہونے لگی تو بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے۔ بالآخر ٹرین روانہ ہو گئی اور وہ وہیں رہ گئے۔ اگر آپ لوگ ان ہی کو لینے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا سامان، اتار لیجیے! ہم لوگوں نے سامان اتار لیا اور حضرت تاج الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے۔

(۳) حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال سے چار دن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے۔ رحمٰن پور ضلع کٹیہار کے مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم حد درجہ علیل و صاحب فراش تھے۔ عام زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگا دی جاتی، لوگ جوق در جوق آتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے بھی بہت سے حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت کے زیر تعلیم ایک احسان نامی نوجوان (جو آج کٹیہار کے سینیر وکلا میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا: "یہاں مرید ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی اسی لیے میں تو مرید نہیں ہوں گا" بہر کیف! جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہو لیے اور سلام و دست بوسی کے بعد غلامی میں داخل ہوئے مگر احسان صاحب اپنی سوچ پر قائم رہے۔ واپسی کے وقت مصافحے پر کچھ لوگوں نے نذریں پیش کیں، اور قبول ہوئیں مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا تو حضور مفتی اعظم نے منع فرما دیا۔ قدرت کو منظور تھا، وہ لوگ جس دن واپس رحمٰن پور پہنچے اسی دن رات کو حضور والا نے جام وصال نوش فرما لیا۔ چھ، سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ پورنیہ بہار پہنچے، تو موضع سیتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمٰن پور آیا۔ سورج غروب ہوئے کوئی پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے، اس لیے نماز وہیں خانقاہ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ علم ہوتے ہی پورا گاؤں جمع ہو گیا اور مصافحہ و دست بوسی ہونے لگی۔ کئی لوگوں نے جن میں احسان صاحب بھی شامل تھے کچھ نذریں پیش کیں۔ عجب اتفاق کہ سب کی نذریں قبول ہوئیں مگر احسان صاحب کو منع فرما دیا گیا۔ حالاں کہ ان سے تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی نہ تاج الشریعہ کو پتہ تھا کہ حضور مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی۔ جب کہ تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی اس پر مستزاد یہ کہ شام کا ملگجا تھا؛ کیوں کہ ابھی بجلی اس گاؤں تک پہنچی نہیں تھی۔ اس وقت احسان صاحب نے تعجب کے ساتھ حضور مفتی اعظم کے نذر قبول نہ فرمانے کی بات سب کے سامنے بیان کی۔ جب ہم لوگ وہاں سے اپنی منزل کے لیے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ سے احسان صاحب کے نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ: "حضور مفتی

(۴) بریلی شریف میں ایک صاحب تھے، مُلّا لیاقت علی خان مرحوم، وہ حضور مفتی اعظم کے دست گرفتہ اور عاشق و شیدا تھے۔ موصوف کے بقول انہوں نے پیر و مرشد کے وصال کے کچھ

دنوں بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو زار وقطار رونے لگے۔ پیر و مرشد نے تسلی کے کلمات کہہ کر چپ کرایا اور استفسار فرمایا کہ آخر اتنا روکیوں رہے ہو؟ ملا عرض گزار ہوا: حضور! میری دنیا و دین سب کچھ تو آپ تھے، میں اپنی ہر حاجت میں آپ سے رجوع کرتا تھا اور حاجت سے سوا پاتا تھا۔ آپ تو پردہ فرما گئے اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا کہ "اختر میاں ہیں نا، انہی کے پاس" اور میری آنکھ کھل گئی، حضور مفتی اعظم حضرت تاج الشریعہ کو اختر میاں کہتے تھے۔

(۵) بخاری شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اذا أحب الله العبد نادجبرئيل: إن الله يحب فلانا فاحبه، في حبه جبرئيل، في ناد جبرئيل في السماء: إن الله يحب فلانا فاحبوه، في حبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الأرض** ۔ اللہ تعالی جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو! تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالی محبت فرماتا ہے تم سب بھی ان سے محبت کرو! تو اہل آسمان بھی ان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر تو زمین پر بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے اس آئینہ میں بھی دیکھیے تو حضرت تاج الشریعہ کی ذات اپنے زمانے میں بے نظیر رہی اور وصال کے بعد تو پوری دنیا نے دیکھا کہ اپنے تو اپنے ہی تھے، بے گانوں کو بھی ماننا اور کہنا پڑا کہ اس کی مثال کم سے کم برصغیر کی تاریخ میں تو نہیں ملتی۔

اس لیے ہم حدیث پاک: ی **قبض العلم بقبض العلما** اللہ تعالی کو جب منظور ہوگا کہ دنیا سے علم اٹھالے تو علما کو اٹھالے گا[کی روشنی میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے اس علم و عمل اور روحانیت کے وارث وامین کے اٹھ کر چل دینے پر روئیں نہیں تو کیا کریں؟

اللہ تعالی تمام اہل سنت کو بالعموم اور ان کے جانشین حضرت (مولانا) عسجد میاں مدظلہ کو بالخصوص صبر وشکیب عطا فرمائے، اپنے محبوبوں کے صدقے اس محبوب بندے حضرت تاج الشریعہ کے مرقد انور پر زیادہ سے زیادہ رحمت وانوار کی برکھا برسائے اور ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے نوازے۔ آمین!

(صفحہ نمبر ۱۷ کا باقی) رات دن مصروف عمل ہیں۔ غیر ممالک میں واقع اداروں میں سے زیادہ تر کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ آپ جن اداروں کی سرپرستی کرتے رہے اس کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی شریف، ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، مکتبہ سنی دنیا بریلی شریف، اختر رضا لائبریری صدر بازار چھاؤنی لاہور (پاکستان)، مرکزی درالافتاء ڈین ہاگ ہالینڈ، جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ ہالینڈ، الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور، الجامعۃ النوریہ عینی قیصر گنج ضلع بہرائچ، الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفیٰ، مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ برہان پور، ایم پی، مدرسہ اہلسنت گلشن رضا بکار واسٹیل دھنبا د بہار، مدرسہ غوثیہ جشن رضا پٹیلا گجرات، دار العلوم قریشیہ رضویہ آسام، مدرسہ رضاء العلوم گھوگاری محلہ بمبئی ۳، مدرسہ تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ بہار۔ دوماہی رضائے مدینہ، جمشید پور۔

وصال:

حضرت کا وصال ایک نا قابل تلافی نقصان ہے، اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ امت مسلمہ کا آپ سا نعم البدل عطا فرمائے اور عشاق سے گذارش ہے کہ حضرت کے بتائے ہوئے نقوش پر عمل کریں، مساجد، مدارس اور اداروں میں قرآنی خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

☆حوالہ جات:

(۱) تجلیات تاج الشریعہ، رضا اکیڈمی ۲۰۰۹ء (۲) اہلسنّت کی آواز، خلفائے خاندان برکات، جلد ۲۱ ص ۳۵۱ تا ۳۶۳، ۲۰۱۴ء، از: مولانا ناظم علی مصباحی۔ (۳) نغمات اختر المعروف سفینۂ بخشش، ص ۴ (۴) بلبلِ بُستانِ مدینہ: علامہ اختر رضا ازہری بریلوی، ص ۳، ناشر: ادارۂ دوستی، مالیگاؤں (۵) دیمسلم ۵۰۰، ۲۰۰۹ء، ۱۴-۲۰۱۳ء، ۱۵-۲۰۱۴ء، ۲۰۱۶ء اور ۲۰۱۷ء، دی رائیل اسلامک اسٹراٹے جِک اسٹڈی سینٹر

☆(ایم اے، بی ایڈ، ایم ایچ سیٹ، جرنلسٹ) مالیگاؤں، ضلع ناسک۔

تاج الشریعہ کے علمی وعملی محاسن وکمالات پر ایک نظر

غلام غوث صدیقی دہلوی☆

بعض خواص وہ ہوتے ہیں جن کی رسائی علم عقائد واحکام تک ہوتی ہے اور وہ علما کہلاتے ہیں۔علما لفظ عالم کی جمع ہے جس کی تعریف امام اہل سنت اعلی حضرت نے اس طرح کی ہے کہ ”عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے“ (ملفوظات اعلی حضرت ص ۶۱)۔ اور بعض خواص وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالی علم احکام کے ساتھ ساتھ علم حکمت کی عظیم نعمت بھی عطا فرماتا ہے، قرآن پاک میں ہے :(**يؤتی الحكمة من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد أوتی خيرا كثيرا وما يذكر الا أولوا الالباب**) یعنی ”اللہ تعالی جسے چاہے حکمت عطا فرماتا ہے اور بے شک جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی اور صرف عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں“ (سورہ البقرہ آیت ۲۶۹)

حکمت کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن مجید کے ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ اور مقدم وموخر کی معرفت حکمت ہے۔ابراہیم، ابوالعالیہ اور قتادہ کے نزدیک حکمت سے مراد فہم قرآن ہے۔لیث نے مجاہد سے روایت کیا: حکمت سے مراد علم اور فقہ ہے۔ابن نجیح نے مجاہد سے روایت کیا: حکمت سے مراد قول اور فعل کا درست ہونا ہے۔حسن نے کہا: اس سے اللہ کے دین میں تقوی مراد ہے۔ربیع نے انس سے کہا: اس سے مراد خشیت (خوف خدا) ہے۔ابن زید نے کہا: اس سے مراد اللہ کے حکم میں تعقل ہے۔ابن قتیبہ نے کہا: علم وعمل کا مجموعہ ہے۔امام قشیری نے کہا: اللہ کے احکام میں غور وفکر کرنا اور ان کا اتباع کرنا نیز انہوں نے کہا: اللہ کی اطاعت، فقہ، دین اور اس پر عمل کرنا حکمت کہلاتا ہے۔قاسم بن محمد نے کہا: اپنی خواہشات کی بجائے حق کے مطابق فیصلہ کرنا۔بندار بن حسین نے کہا: سرعت کے ساتھ صحیح جواب دینا۔اور بعض نے کہا حکمت سے مراد ہر حال میں حق کی گواہی دینا، دین کی بہتری اور دنیا کی اصلاح کرنا وغیرہ ۔حکمت کے متعلق علامہ ابوالحیان اندلسی نے اپنی کتاب البحر المحیط (ج ۲ ص ۶۸۳ تا ۶۸۴) میں تقریبا پچیس اقوال بیان کئے ہیں ۔قارئین کتاب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا حکمت کے متعلق مختلف اقوال کی روشنی میں جب ہم تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم بے ساختہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے آپ کو علم حکمت سے نوازا۔اگر قارئین ان اقوال کو ذہن میں رکھ کر ان کی سیرت پر لکھی جانے والی کتابیں مثلا (۱) تجلیات تاج الشریعہ (۲) سوانح تاج الشریعہ (۳) نوادرات تاج الشریعہ اور (۴) حیات تاج الشریعہ وغیرہ کا مطالعہ کریں، تو وہ بھی اس بات کا اعلان کریں گے کہ واقعی اللہ رب العزت نے حضرت تاج الشریعہ کو علم حکمت سے نوازا۔

حکمت کی بے شمار خوبیاں ہیں لہذا اسے کسی ایک خوبی کے ساتھ مخصوص ومحدود کر دینا درست نہ ہوگا۔البحر المحیط کے حوالے سے جتنی خوبیاں حکمت کی اوپر گزریں ان میں کسی طرح تضاد نہیں کیوں کہ تضاد تو اس وقت ہوگا جب ہم اس کے دائرہ کو کسی ایک خوبی کے ساتھ متعین کر دیں۔

حکمت کی ایک اہم خوبی فقاہت ہے۔فقاہت کیا ہے؟ آیئے امام اہل سنت اعلی حضرت کی تحریر سے سمجھیں۔

اعلی حضرت فرماتے ہیں:

”(فقاہت کے کیا معنی ہیں) فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے

متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے، یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے، بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ وضوابط محررہ ووجوہ تکلم وطرق تفاہم وتنقیح مناط ولحاظ انضباط ومواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط وفرق روایات ظاہرہ ونادرہ وتمیز درآیات غامضہ وظاہرہ ومنطوق و مفہوم وصریح ومحتمل وقول بعض وجمہور ومرسل ومعلل ووزن الفاظ مفتین وسبر مراتب ناقلین وعرف عام و خاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان واحوال رعایا وسلطان وحفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین وعلم وجوہ تجریح واسباب ترجیح ومناہج توفیق ومدارک تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی معتاد تحقیق موید بتوفیق کا کام ہے، اور حقیقۃ وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القافرماتا ہے:

(ومایلقاھا الا الذین صبروا ومایلقاھا) اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا (ت)

''صدہا مسائل میں اضطراب شدید نظر آتا ہے کہ ناواقف دیکھ کر گھبرا جاتا ہے مگر صاحب توفیق جب ان میں نظر کو جولان دیتا اور دامن ائمہ کرام مضبوط تھام کر راہ تنقیح لیتا ہے توفیق ربانی ایک سر رشتہ اس کے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک سچا سانچا ہوتا ہے کہ ہر فرع خود بخود اپنے محمل پر ڈھلتی ہے اور تمام تخالف کی بدلیاں چھنٹ کر اصل مراد کی صاف شفاف چاندنی نکلتی ہے اس وقت کھل جاتا ہے کہ اقوال کہ سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقۃ سب ایک ہی بات فرماتے تھے الحمد للہ فتاوائے فقیر میں اس کی بکثرت نظیریں ملیں گی وللہ الحمد تحدیثا بنعمۃ اللہ وما توفیقی الا باللہ وصلی اللہ تعالی علی من امدنا بعلمہ وایدنا بنعمہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم آمین والحمد للہ رب العالمین ۔(رسالۃ ابانۃ التواری فی مصالحۃ عبد الباری ، دیکھئے فتاوی رضویہ مترجم، ج ۱۶،ص ۳۷۷ تا ۳۷۶)

اعلی حضرت امام احمد رضا کے مندرجہ بالا قول کے مطابق ایک فقیہ ہونے کے لیے بنیادی طور پر جن امور کا ملاحظہ کرنا لازمی ہے انہیں ہم اپنے اذہان وقلوب میں تعداد کے اعتبار سے اس طرح محفوظ کر سکتے ہیں: (۱) اصول مقررہ (۲) ضوابط محررہ (۳) وجوہ تکلم (۴) طرق تفاہم (۵) تنقیح مناط (۶) لحاظ انضباط (۷) مواضع یسر واحتیاط (۸) تجنب تفریط وافراط (۹) فرق روایات ظاہرہ ونادرہ (۱۰) تمیز درآیات غامضہ وظاہرہ (۱۱) منطوق ومفہوم (۱۲) صریح ومحتمل (۱۳) قول بعض وجمہور ومرسل ومعلل (۱۴) وزن الفاظ مفتین (۱۵) سبر مراتب ناقلین (۱۶) عرف عام وخاص (۱۷) عادات بلاد واشخاص (۱۸) حال زمان ومکان (۱۹) احوال رعایا وسلطان (۲۰) حفظ مصالح دین (۲۱) دفع مفاسد مفسدین (۲۲) علم وجوہ تجریح (۲۳) اسباب ترجیح ومناہج توفیق ومدارک تطبیق (۲۴) مسالک تخصیص (۲۵) مناسک تقیید (۲۶) مشارع قیود (۲۷) شوارع مقصود (۲۸) جمع کلام (۲۹) نقد مرام (۳۰) فہم مراد

یہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ ان امور کے ساتھ ساتھ (۱) تطلع تام (۲) اطلاع عام (۳) نظر دقیق (۴) فکر عمیق (۵) طول خدمت علم (۶) ممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی (۷) معتاد تحقیق (۸) موید بتوفیق ضروری ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا نے جن امور کو ایک فقیہ کے لیے ضروری مانا ہے انہیں ہم غلو وتصنع اور عناد وتعصب سے قطع نظر تاج الشریعہ کے فتاوی میں تلاش وتحقیق کریں تو ضرور یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ تاج الشریعہ واقعی ایک فقیہ کا نام ہے۔ان لازمی امور کو فتاوی تاج الشریعہ کی روشنی میں اگر مثال کے ساتھ ذکر کیا جائے تو بات بہت مدلل وقوی ہو جائے گی لیکن اس کے لیے کافی وقت درکار ہوگا اور اس پر طبع آزمائی کا حق اولا ہمارے ارباب علم ودانش ہی رکھتے ہیں، اور ان سے ناچیز کا عریضہ نیاز ہے کہ وہ تاج الشریعہ کی فقاہت کو امام اہل سنت اعلی حضرت کی مذکورہ بالا امور کی روشنی میں مثالوں کے ساتھ بیان کر دیں تا کہ باذوق طالبان علوم شرعیہ

تاج الشریعہ کی فقاہت سے علی وجہ الکمال مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

حضور تاج الشریعہ کی فقاہت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ خود سرکار مفتی اعظم ہند نے آپ کو افتا نویسی کا اہل مان کر اس کی ذمہ داری سونپی۔ حضور مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس (افتا کے) کام کو انجام دو۔ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں'' پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں'' (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ا ص ۱۵۲)

جانشین مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خان کو تاج الشریعہ کا لقب عوام نے نہیں بلکہ ارباب علم و دانش نے ان کے زہد و تقوی، علم و عمل، تصلب فی الدین او رشریعت و طریقت کی صحیح معرفت کے سبب دیا ہے اور پھر اس طرح ہزاروں علمائے کرام آج انہیں تاج الشریعہ کے نام سے جانتے ہیں۔ ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ آپ پر مفتی اعظم ہند کی خاص عنایتیں اور مفسر اعظم ہند کی دعائیں تھیں۔ وقت کے بڑی بڑی ہستی نے آپ کو سراہا، حال تو یہ ہے جنہیں آپ بڑا مانتے اور جو واقعی بڑے تھے خود ان کی نگاہ میں آپ کی اہمیت تھی۔ تفصیل کے لیے مولانا شاہد القادری صاحب کی مرتب کردہ کتاب ''تجلیات تاج الشریعہ'' میں شائع مولانا احمد علی قادری رضوی کا مضمون ''تاج الشریعہ ارباب علم و دانش کی نظر میں'' کا مطالعہ کریں۔ یہاں بالاختصار قارئین کے لیے چند اقتباسات پیش کر رہا ہوں۔

حضور قطب مدینہ علامہ مفتی ضیاء الدین رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مجھے میرے مرشد حضور اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ملا ان خانوادے کے شہزادوں مولانا ابراہیم رضا خاں، مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا اختر رضا خاں کو عطا کر دیا (سوانح قطب مدینہ)

حضور سید العلماء مفتی سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے (حضور تاج الشریعہ کو) جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور دعاؤں سے نوازا (مفتی اعظم اور ان کے خلفا) کسی صاحب کی والدہ حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''میاں! سرکار اعلی حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں کی موجودگی میں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروائیے'' (تجلیات تاج الشریعہ، ص ۹۹۵ بحوالہ راوی مولانا عبد المصطفی حشمتی ردولی)

سرزمین مارہرہ مطہرہ کو اصحاب اسرار طریقت و معرفت اور شریعت وحقیقت کا دبستان مانا جاتا ہے۔ اس سرزمین پر حضور سید آل رسول احمدی برکاتی پیدا ہوئے جو شمس العارفین سید شاہ آل احمد برکاتی کے دامن کرم سے وابستہ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی بارگاہ سے تربیت یافتہ ہوئے (رحمہم اللہ اجمعین)۔ اس شخصیت کی بارگاہ میں سراج السالکین شاہ ابوالحسین نوری، تاج الفحول عبد القادر بدایونی، تاج الاتقیا مفتی نقی علی خاں بریلوی، مجدد اعظم امام احمد رضا، عارف باللہ شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی نے زانوئے ادب تہ کر کے اپنے قلوب کو روشن کیا اور

پھر روحانی دنیا میں اعلی مقام حاصل کیا۔ حضرت احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی علیہ الرحمہ کا نام اسی خانوادے کے چشم و چراغ میں شامل ہے۔ حضور احسن العلماء اپنے وقت کے سراج السالکین تھے یہی سبب ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ان کے دامن کرم سے اپنے آپ کو وابستہ کیا اور برابر ذکر جمیل سے یاد فرماتے۔ حضور احسن العماء تاج الشریعہ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور تاج الشریعہ بھی آپ سے اور آپ کے چاروں شہزادگان سے محبت فرمایا کرتے۔ (تلخیص از تجلیات تاج الشریعہ ص ۵۵۷ تا ۵۹۱)

خلیفہ وشاگرد تاج الشریعہ مولانا مونس اویسی لکھتے ہیں:

''حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کے خدام جو حضور کے ساتھ باہر ممالک میں شریک سفر ہوتے ہیں اور فقیر مونس اویسی کے مشاہدے کے حوالے سے یہ تحریر لکھی جا رہی ہے کہ عرب علماء جب

حضور سے ملتے اور گفتگو کرتے تو ان علماء کی زبانیں تعریف و توصیف بیان کئے بغیر نہیں رہتی ہیں اور آپ سے سند الحدیث والافتاء کے طالب ہوتے اور تلمذ کے سلسلہ سے متعلق ہوجاتے اور ارادت وسلوک کی نسبت بھی چاہتے'' (تجلیات تاج الشریعہ،ص ۵۹۵)

۲۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو مکہ المکرّمہ کے محدث علامہ شیخ سید محمد بن علوی حسنی مالکی جب حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر بریلی شریف تشریف لائے تو آپ نے تاج الشریعہ کو ''مفتی اعظم عالم'' کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور جب علامہ علوی نے یونس مونسی صاحب کا مرتب کردہ ''نموذج حاشیہ الازہری'' ملاحظہ کیا تو خوشی کا اظہار فرمایا اور تاج الشریعہ کو محدث حنفی، محدث عظیم، عالم کبیر جیسے القاب سے یاد کیا۔ (تلخیص از تجلیات تاج الشریعہ،ص ۵۹۹)

علامہ سید اویس مصطفیٰ احمد قادری واسطی رقمطراز ہیں: حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے فتاوی، علمی وفقہی دنیا میں ایک قیمتی سرمایہ کا اضافہ ہے، حضرت تاج الشریعہ کی ذات گرامی اہل سنت کے لیے سرمایہ افتخار ہیں۔ آپ کی شخصیت علم وفضل، زہدو ورع، تقوی وطہارت، تالیف وتصنیف، رشد وہدایت سے عبارت ہے۔ آپ کے آثار علمیہ تسلسل کے ساتھ ملک وبیروں ملک سے شائع ہورہے ہیں اور اہل علم وعوام ان سے مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں (من کلمات تبریک از فتاوی تاج الشریعہ ج ا،ص ۵)

ان کے علاوہ قاضی شمس العلماء علامہ شمس الدین رضوی جونپوری تلمیذ حضور صدر الشریعہ، علامہ تحسین رضا خان، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری، علامہ مشاہد رضا خاں حشمتی، خواجہ مظفر حسین رضوی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ عبداللہ خاں عزیزی، علامہ فیض احمد اویسی، مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی، علامہ سید علوی مالکی، علامہ ابوالنصر خلیفہ قطب مدینہ، پروفیسر مسعود احمد مظہری، مفتی مجید اشرف رضوی، شیخ ابوبکر قادری کیرالا جیسے جید ارباب علم ودانش کے اقوال تجلیات تاج الشریعہ ص ۵۹۹ تا ۶۰۲ میں مختلف حوالہ جات کے حوالے سے منقول ہیں جو تاج الشریعہ کے محاسن مثلاً تصلب فی الدین، وارث علوم اعلی حضرت، زہد وتقوی، فقاہت، علم وعمل، جامع شریعت وطریقت اور ولایت کے گواہ ہیں۔

بقول علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری (دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی) ایک مرتبہ فقہی سمینار بورڈ دہلی میں ''عورت کی آواز عورت ہے یا نہیں'' کا مسئلہ زیر بحث تھا، ''اکثر مندوبین فرما رہے تھے کہ عورت کی آواز کے مطابق عورت نہیں بلکہ جس میں نغمگی پائی جائے وہ آواز عورت ہے ان کا استدلال یہ تھا کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے **نغمة المراة عورة** ''۔ مفتی اختر صاحب کا کہنا تھا کہ ''نغمگی کی قید نہیں بلکہ جس آواز میں نغمگی، لچک اور جاذبیت ودلکشی ہو وہ سب عورت کے حکم میں ہے۔ بحث مکمل نہ ہوسکی اور سمینار کا وقت ختم ہوگیا''۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ''راقم (مفتی اختر صاحب) دہلی سے آستانہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا اور حضور تاج الشریعہ برکاتہم کی زیارت سے مشرف ہوکر سمینار میں ہوئی بحث کا خلاصہ عرض کیا۔ آپ نے سنتے ہی برجستہ فرمایا کہ **نغمة المراة عورة** میں نغمگی سے مراد نغمگی اور خوش الحانی نہیں بلکہ مطلق آواز ہے دیکھئے فقہائے کرام مطلق آواز کو بھی نغمہ سے تعبیر فرماتے ہیں چنانچہ فتاوی عالمگیری کتاب الشہادۃ میں ہے: (**اذا النغمة تشبه النغمة**) یہاں نغمگی مراد نہیں ہے بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔ اسی طرح **نغمة المراة عورة** میں بھی نغمہ سے خوش الحانی اور نغمگی نہیں بلکہ مطلق آواز مراد ہے، حضور والا کی اس برجستہ مدلل گفتگو سے حاضرین مجلس کی باچھیں کھل اٹھیں اور بھلا ایسا کیوں نہ ہو بلکہ آپ نے اس علمی خاندان میں آنکھ کھولی ہے جو تقریبا دوسو سال سے فقہ وفتاوی کا عظیم مرکز اور عالم اسلام کے لیے نہایت معتبر ومستند اور پروقار دارالافتا کی حیثیت سے متعارف ومسلم اور فقہ حنفی کا عظیم نگہبان کے طور پر مشہور نام ہے''۔ (تجلیات تاج الشریعہ،ص ۳۳۱)

فتاوی تاج الشریعہ مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حکم شرع بیان کرتے وقت قرآن وسنت سے استدلال، ائمہ کے

اقوال وارشادات، اقوال مشائخ، معتمد ومفتی بہ اقوال کی نقل اور حسبِ ضرورت تطویل واختصار اور امثال ونظائر سے مسئلہ کی توضیح وغیرہ تحقیقی امور کو پیش نظر رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فتاوی میں ان تمام امور کو پیش نظر رکھا ہے جو ایک فقیہ کے لیے لازمی ہیں۔

تاج الشریعہ کو فقہی جزئیات پر گہری دسترس تھی۔ بقول مولانا شہاب الدین رضوی ''۱۹۸۹ء میں پاکستان سے غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب جانشین مفتی اعظم کی خدمت میں آئے، آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرمادیا''۔ ان جوابات کو کتابی شکل میں 'تین طلاق کا شرعی حکم' کے عنوان سے پیش کیا گیا۔ شہاب الدین رضوی صاحب لکھتے ہیں: ''ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ ''کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ''ایک ہی واقع ہوگی''۔ جانشین مفتی اعظم نے مفصل ومدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے اور آپ نے قرآن کریم، احادیث، خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین اور علماء سلف وخلف کے اقوال واعمال سے یہ ثابت کیا ہے کہ ''یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی''۔ یہ مسئلہ اہل علم وشرع کے نزدیک واضح ہے لیکن اس کتاب کی خوبی، بقول مولانا شہاب الدین رضوی صاحب، یہ ہے کہ اس کتاب میں تاج الشریعہ نے ان غیر مقلدوں کی ''تضاد بیانیوں پر مضبوط گرفت بھی فرمائی ہے اور غیر مقلدین پر سوالات بھی قائم کئے ہیں'' جن کا شرعی جواب دینے سے وہ قیامت تک عاجز وقاصر رہیں گے۔ (تین طلاق کا شرعی حکم، تاج الشریعہ، ص ۳، مطبوعہ اسلامک ریسرچ سینٹر یوپی)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور تاج الشریعہ علوم اعلی حضرت کے سچے وارث رہے۔ آپ حوادث زمانہ کے بطن سے پیدا ہونے والے نت نئے نئے مسائل کو علوم شرعیہ کی روشنی میں اس طرح حل فرماتے کہ فن افتا سے تعلق رکھنے والے حضرات یہی کہتے کہ فتاوی نویسی، طرز استدلال، الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانے میں اور دلائل کثیرہ سے جواب کو مرصع کرنے میں تاج الشریعہ اعلی حضرت امام اہل سنت اور مفتی اعظم ہند رحمہما اللہ کے عکس جمیل رہے۔

تاج الشریعہ علوم شرعیہ کے ساتھ ساتھ زمانہ کے حالات وکوائف پر بھی نظر رکھتے ہوئے شرعی قانونی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے۔ خلیفہ وتلمیذ تاج الشریعہ مفتی مونس اویسی صاحب اپنی کتاب سوانح تاج الشریعہ میں رقمطراز ہیں: ''۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ الیکشن کمیشن نے تمام باشندگان ملک کے لیے شناختی کارڈ کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دے دیا تھا۔ اس شناختی کارڈ میں نام ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔ فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی دارالافتاء میں شناختی کارڈ بنوانے یا نہ بنوانے کے لیے سوالات کا انبار لگ گیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کردی کہ ہر کام میں مثلاً بینک اکاونٹ، خرید وفروخت، ملازمت، تعلیم وتدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا۔ اسی دوران الجامعہ الاشرفیہ مبارکپور میں مجلس شرعی کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔ حضرت تاج الشریعہ نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے ''شناختی کارڈ'' بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ ''اس صورت میں عندالطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی۔ لہذا خاص شناختی کارڈ کے لیے تصویر بنوانے کی اجازت ہوگی''۔

''عوام کی شدید ترین ضرورت کے تحت حضرت نے مشروط اجازت فرمائی، تو ایک طبقہ میں نکتہ چینی شروع ہوئی، جب اس کی خبر مولانا کو ہوئی تو آپ نے ایک وضاحتی بیان جاری فرما کر بحث کو بند کر دیا۔ لکھتے ہیں: ''ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں، اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم کی طرف نہیں بلکہ ماہر تجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور

اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے۔اصول شرع سے ہٹ کر فتوی دینا ہرگز جائز نہیں۔اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہئے۔کسی حرام کے مباح ہونے کا فتوی اس وقت دیا جائے گا جب کہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے''(سوانح تاج الشریعہ،ص۳۷تا۴۷)

رویت ہلال سے متعلق ایک فتوی کو دیکھ کر حضور تاج الشریعہ کے بارے میں جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی صاحب کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں: ''آج بعض تجدد پسند حضرات فقہائے کرام کے متعین کردہ استفاضہ کے معنی ومفہوم میں تبدیلی اور بے جا تاویل کے درپے ہیں جو ہرگز قابل التفات نہیں۔ایسے حالات میں حقیقت حال اجاگر کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے جانشین علوم امام احمد رضا تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے فقہی وعلمی جواہر پارے بکھیرے اور نصوص فقہاء سے مزین مقالہ سپرد قلم فرمایا کہ ہر انصاف پسند بلا چون وچرا تسلیم کرتا نظر آئے۔(شرعی حیثیت ص ۲۸، بحوالہ فتاوی تاج الشریعہ ج۱ص ۱۲۶)

مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری اس سلسلے میں لکھتے ہیں: ''حضور تاج الشریعہ کی یہی ادائے حق گوئی وبیباکی تجدد پسند حضرات کی نظر میں خار ہے کہ آپ نے کبھی بھی ان کی تجدد پسندی کو قابل التفات نہ سمجھا اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کو ہی اپنا فریضہ شمار کیا''(ایضا۱۲۶)

مفتی رفیق صاحب علامہ محمد خالد مکی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان دار الافتاء بمدینة بریلی والذی یدیره الشیخ بنفسه لا یعتبر دار افتاء لمنطقته الجغرافیة فقط وانما ساهم فی تقدیم الفتوی الی سائر العالم علی طریقة اهل السنة والجماعة وقد بلغ عدد فتاوی الدار مایزید علی خمسة الاف فتوی.

ان الشیخ العلامه ادام الله برکاته لیس بارعا فی اللغتین العربیة والاردویة فحسب بل ان له ملکة عظیمة فی اللغة الانجلیزیة وقد ساهم سماحته بالافتاء بالانجلیزیة وصدر له کتاب فیها ...

یعنی بے شک شہر بریلی کا دار الافتاء جسے شیخ (تاج الشریعہ) چلا رہے ہیں یہ دارالافتاء صرف اس علاقہ میں ہی معتبر نہیں۔یہ اہل سنت وجماعت کے طریقہ پر فتوی دے کر باقی عالم کو بھی اپنا فیض پہنچا رہا ہے اس دار الافتاء سے آپ کے فتاوے پانچ ہزار سے زائد ہیں یقیناً شیخ (تاج الشریعہ) علامہ پر اللہ تعالی اپنی برکتوں کو ہمیشہ برقرار رکھے۔صرف دو زبان عربی واردو میں ممتاز نہیں بلکہ انگلش زبان میں بھی آپ کو عظیم ملکہ حاصل ہے۔ان کا فیض سخاوت ان فتووں کے ذریعہ بھی ہے جو انگلش املاء کے ساتھ ہیں اس زبان میں آپ کی ایک کتاب بھی ہے۔'

یہ اعلان حق مکة المکرّمة سے اس عالم دین کا ہے جو کسی مشربیت سے مغلوب نہیں بلکہ آپ کی تحریروں سے استفادہ کے بعد انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا لیکن کیا کریں: قد تنکر العین ضوء الشّمس من رمد۔۔۔۔۔وینکر الفم طعم الماء من سقم (ایضا ۱۲۷تا۱۲۸)

تاج الشریعہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے راقم الحروف نے اس سے قبل انگریزی زبان میں

Death Of Tajush Sharia- A True Embodiment of Shariat and Tariqat - Who Inspired 70 Thousand Clerics to Issue Fatwa Against Terrorism, is an irreprable Loss to the Muslim World

کے عنوان سے ایک مختصر مضمون لکھا (گوگل پر اس مضمون کو بآسانی سرچ کیا جا سکتا ہے) اور اس میں داعش اور دوسری

دہشت گرد تنظیموں کے خلاف دئے گئے آپ کے فتوی کا عکس The Sunni Way ویب سائٹس کے حوالے سے شائع کروایا۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ بہت سارے مسلم اور غیر مسلم سمیت اسکالرز نے اس فتوی کے تعلق سے یہ کہا کہ یہ فتوی مختصر مگر بہت جامع اور موثر ہے۔

مولانا مونس اویسی صاحب نے اپنی کتاب میں تاج الشریعہ کی فن ترجمہ نگاری اور شاعری کا مختصر مگر جامع فنی جائزہ پیش کیا ہے۔اس کے لیے وہ قابل مبارکباد ہیں۔ انہوں نے تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ پیش کیا اور مثالوں کے ساتھ یہ بیان کیا کہ حضرت نے مختلف صنعتوں پر طبع آزمائی کی جن میں سے بعض صنعتیں یہ ہیں: استعارہ، تشبیہ، مبالغہ، تضاد، تجنیس کامل، تجنیس ناقص، مراعات النظیر، ترصیع، مقابلہ، تنسیق الصفات، مقلوب مستوی، مسمط، اشتقاق۔(تفصیل کے لیے کتاب کا مطالعہ کریں)

تاج الشریعہ فن ترجمہ نگاری میں اعلی مقام رکھتے ہیں۔ ''جس طرح یہ کتاب (المعتقد المستند) اپنے موضوع میں منفرد ولاثانی ہے اسی طرح ترجمہ کا انداز بھی عام تراجم سے بالکل مختلف اور منفرد ہے۔ایک تو حضرت (تاج الشریعہ) کی نگاہ کمزور، دوسری بات یہ ہے کہ کتاب کا خط نہایت باریک حضرت کے لیے عبارت دیکھ کر ترجمہ کرنا مشکل امر تھا لہذا عالیجناب حضرت مولانا شعیب صاحب عبارت پڑھتے جاتے اور تاج الشریعہ فی البدیہہ ترجمہ بولتے جاتے اور مولانا شعیب صاحب صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے جاتے، جہاں جب موقع میسر ہوتا ترجمہ کا عمل جاری وساری رہتا، حتی کہ ٹرین اور پلین پر بھی یہ مبارک کام موقوف نہ رہا۔اس طرح اس ترجمہ کا بعض حصہ لنکا میں لکھا گیا اور بعض حصہ ملاوی اور بعض حصہ ٹرین وپلین پر اور کچھ حصہ بریلی شریف میں قیام کے دوران لکھا گیا''۔۔۔۔اس طرح آپ نے ''گونا گوں مصروفیات کے باوجود چھ ماہ کی قلیل مدت میں ترجمہ کا کام مکمل فرما دیا لیکن بعض وجوہات کے پیش نظر اشاعت میں اتنی تاخیر ہوئی'' (المعتقد المنتقد و المعتمد المستند مترجم ص ۹ تا ۱۰، مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ)

راقم الحروف نے انگریزی وعربک فن ترجمہ نگاری کی مشق ممارست بہت سے ایسے ماہرین فن سے حاصل کیا جنہوں نے اپنی ساری زندگی ترجمہ نگاری کے علاوہ کچھ نہ کیا لیکن تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے تراجم کا مطالعہ کرتے وقت ایسا لگتا ہے کہ حضرت اس فن کے امام ہیں۔اچھے اچھے مترجمین کا یہ حال ہے کہ وہ مفہوم کی رعایت کرتے وقت دو زبانوں کے محاسن، اسلوب وخوبصورتی کو یکساں ڈھال نہیں پاتے لیکن حضرت نے المعتقد المستند کا جس خوبی کے ساتھ ترجمہ کیا وہ واقعی آپ کی فن ترجمہ نگاری کی مہارت کا ثبوت ہے۔

مختصر یہ کہ تاج الشریعہ علامہ ومفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ گونا گوں صفات ومحاسن کے مالک تھے۔اس مضمون پر آپ کی زندگی کے چند پہلوؤں کی روشنی ڈالی گئی ہے۔آپ کی تمام خوبیوں کو بیان کرنا اس مضمون میں ممکن نہیں، لیکن جو کچھ ذکر ہوا اس کے دو بنیادی مقاصد ہوئے؛ ایک ان کے محاسن بیان کر کے حضرت کو خراج تحسین پیش کرنا اور دوسرا تا کہ ہم تاج الشریعہ کے علوم ومحاسن سے فیضیاب ہوتے رہیں۔اس لیے کہ اللہ کے ایسے مخلص بندے جزبہ عشق صادق کے طفیل سید کائنات محبوب رب العالمین راحۃ العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ''ورفعنا لک ذکرک'' کا پرتو بن جاتے ہیں جس سے زمانہ مستفید ومستفیض ہوتا ہے۔

اللہ تعالی حضرت کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب پر ان کا فیضان جاری وساری رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

☆ استاذ التخصص فی الادب والدعوۃ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء ذاکرنگر نئی دہلی، انگلش وعربک کالمنسٹ، مترجم، کارپوریٹ ٹرینر موبائیل:9868228540

ای میل:ghlmghaus@gmail.com:

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم

سید اولا د رسول قدسی مصباحی ☆

احباب کو معلوم ہے کہ ابھی دو ڈھائی ماہ پہلے نیویارک میں میری چودہ گھنٹے کی میجر سرجری ہی ہوئی۔ اب بھی علاج جاری ہے اس پر مستزاد حضور تاج الشریعہ کے سانحۂ ارتحال نے نڈھال کر رکھا ہے۔ اس کے بوجود قلم کاپی لے کر بیٹھا تو میرے ذہن میں محفوظ رکنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اب میرے سامنے یہ انتہائی مشکل مرحلہ حائل ہو گیا ہے کہ باتوں کو سمیٹوں تو کیسے سمیٹوں اور اس مقالہ کا عنوان کیا رکھوں۔ فوراً ذہن نے یہ فیصلہ کیا کہ کیوں نہیں اس مقالہ کا نام حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم رکھا جائے اور ۱۹۹۸ء میں ہرارے، زمبابوے کے اندر حضرت سے تفصیلی ملاقات پر جو علمی گفتگو ہوئی تھی اسے صفحۂ قرطاس کی زیب وزینت بنا دیا جائے۔

یہ چنداں بتانے کی ضرورت نہیں کہ رب قدیر نے حضور تاج الشریعہ کو کس قدر غیر معمولی مقبولیت عطا کی تھی۔ میرے اس دعویٰ کی پشت پناہ ہیں کہ حالیہ جنازے میں متوسلین، معتقدین و مریدین کا امڈتا ہوا سیلاب ہے۔ آپ کی حیات ظاہری میں یہ منظر بار بار دیکھا گیا کہ آپ جہاں جلوہ بار ہوتے وہاں لوگوں کی بہت بڑی بھیڑ اس طرح جمع ہو جاتی جیسے شمع کے ارد گرد پروانے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ہندوستان میں جب بھی حضرت سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوتی تو تفصیلی گفتگو کا بہت ہی کم موقع فراہم ہو پاتا تھی کہ ۱۹۹۸ء میں جب حضور تاج الشریعہ میرے والد گرامی حضور مفتی اعظم اڑیسہ حضرت علامہ مفتی سید شاہ عبد القدوس علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر تشریف لائے تھے اور اپنے دست مقدس سے ہزاروں کے مجمع میں بندۂ احقر کے سر پر دستار خلافت باندھی تھی اور دو دن قیام بھی فرمایا تھا مگر بھیڑ بھاڑ کے سبب ہم چاہ کر بھی حضرت سے علمی استفادہ نہ کر سکے۔ یہی حال ممبئی کے قیام کے۔

میری انتہائی فیروز بختی رہی کہ لوسا کہ، زامبیا میں ملازمت کے زمانے میں ہرارے، زمبابوے (جس کی لوسا کہ سے کم و بیش پانچ گھنٹے کی بائی روڈ مسافت ہے) میں حضور تاج الشریعہ تقریباً ہر سال تشریف لاتے تھے۔ دراصل ہرارے میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے نامور خلیفہ حضور مفتی محمود جان جام جودھ پوری علیہ الرحمہ کے داماد قاری احمد رضا صاحب کی فیملی رہتی ہے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے نواسے الحاج منصور رضوی صاحب اور ان کے برادران ہر سال عرس اعلیٰ حضرت بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ مناتے تھے۔

۱۹۹۸ء کی بات ہے الحاج منصور رضا صاحب نے عرس اعلیٰ حضرت کے زریں موقع پر ناچیز کو مقرر خصوصی کے طور پر دعوت دی اور بتایا کہ اس بار حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہو رہی ہے۔ حضرت کی آمد کی نوید جانفزا سن کر مجھے بے حد مسرت ہوئی اور میں نے بخوشی دعوت قبول کر لی۔ میں نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر پھر شاید کوئی اور سنہری موقع میسر آئے حضرت سے علمی استفادہ کا کیوں کہ یہ افریقہ ہے نہ کہ ہندوستان کہ جہاں لوگوں کا انبوہ کثیر ہو۔ میں نے کیا کیا قلم اور کاغذ لے کر بیٹھ گیا اور ان سوالوں کی ترتیب دینے لگا جو میرے لیے تردد کا باعث تھے اور کتابوں کی قلت کی بنیاد پر جوابات کی تشفی بخش تحصیل ہو نہیں پائی تھی۔ میں قلبی طور پر بے حد خوش تھا چلو اسی بہانے حضرت کی زیارت سے بہرہ ور ہو جاؤں گا اور ساتھ ساتھ جوابات حاصل کر کے اپنے ذوق نمو کو تسکین کی دولت فراہم کر لوں گا۔ علاوہ ازیں میں نے سوچا کہ

کیوں نہ ایسے وقت میں انگریزی میں کوئی ایسی کتاب لکھی جائے اوراس کی رسم اجرا حضرت تاج الشریعہ کے مقدس ہاتھوں سے کرائی جائے۔معاً خیال آیا کہ گذشتہ سال الحاج منصور رضا صاحب نے اپنے نانا حضرت مفتی جان علیہ الرحمہ کی تصنیف ''ذکر رضا'' دی تھی (جوسیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی اردو منظوم سوانح ہے) کہ انگریزی میں ترجمہ کردیا جائے۔میں نے ابھی اس کا ترجمہ شروع ہی کیا تھا کہ اچانک میرے کرم فرما جناب عبدالمجید عثمانی (جوانگریزی زبان وادب میں بڑی مہارت رکھتے ہیں) سے لوسا کہ غوثیہ مسجد کے آفس میں ملاقات ہوئی۔انہیں میں نے ترجمہ شدہ چند صفحات دئے تو موصوف نے مشورۃً کہا کہ حضرت! بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کریں تا کہ اردو منظوم کتاب سے اس کی مطابقت رہے۔جناب کا مشورہ مجھے پسند آیا اور میں نے انگریزی میں اس کا بھر سیفیکیشن کرنا شروع کیا۔گوکہ یہ کام بہت ہی مشکل تھا لیکن سیدی اعلیٰ حضرت کے فیضان کرم سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔جناب منصور رضا نے اسے ہرارے میں شائع بھی کروادیا۔

جوں توں کرکے وقت گذرتا گیا اور وہ مسعود ومبارک یوم عرس اعلیٰ حضرت پہ پہنچا۔الحمدللہ حضور تاج الشریعہ کے متبرک ہاتھوں سے میری ترجمہ شدہ کتاب ''**دی ریمیمبر ینس آف رضا**'' کی رسم اجرا عمل میں آئی۔

پہلی بار میں نے ہرارے میں حضرت تاج الشریعہ کی انگریزی زبان میں تقریر سنی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔جلسہ کے اختتام کے بعد جب حضرت جناب منصور رضا صاحب کے دولت کدے پہ تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ چھوٹے سید صاحب! (حضرت مجھے چھوٹے سید صاحب کہہ کر مخاطب ہوتے تھے) آپ نے میری انگریزی تقریر سنی،کوئی غلطی تو نہیں ہوئی؟ کیوں کہ میں نے صرف آٹھ جماعت انگریزی پڑھی ہے اور جب کہ آپ نے انگریزی میں [ایم۔اے] کیا ہے۔میں نے عرض کیا حضرت! آج آپ کا انگریزی میں خطاب سن کر ایسا محسوس ہوا گویا آپ نے انگریزی میں ایم،اے کیا ہے اور میں نے آٹھ جماعت انگریزی پڑھی ہے۔یہ جواب سن کر حضرت مسکرا پڑے۔

ابھی باتیں چل ہی رہی تھیں کہ ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ یہ بتائیں کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے وصیت نامہ میں جو یہ لکھا ہے کہ ''وہ تمہارا کیسا ہی عزیز ومعلم ہوا گر اسے گستاخ رسول پاؤ تو اسے ایسے نکال دو جیسے دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے'' کیا اس میں تشدد نہیں؟ کیا یہ انسانیت،رواداری اور بھائی چارگی کے منافی نہیں۔حضرت تاج الشریعہ نے انتہائی متانت وسنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ جناب آپ حضرت امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں پھر میں نے فرمایا کہ حضرت ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلیل القدر شاگرد گذرے ہیں۔ان کا واقعہ سننے سے پہلے بخاری شریف جیسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے کہ جلد ثانی کتاب الاصعمہ کے باب المراق کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث سنئے۔حضرت تاج الشریعہ نے پہلے باضابطہ عربی زبان میں پوری حدیث پڑھی پھر اس کا سلیس اردو میں ترجمہ پیش فرمایا۔جب حضرت حدیث پیش فرما رہے تھے میں حیرت زدہ آپ کے رخ زیبا کو دیکھ رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کی زندگی ایک مشینی زندگی سے کم نہیں۔اکثر ایام سفر میں گذرتے ہیں۔دنیا بھر کا آپ تبلیغی دورہ کرتے ہیں۔گونا گوں مصروفیات کے باوجود آپ کے استحضار علم کا یہ عالم کہ مع اسماء الرجل پوری حدیث اس انداز سے پڑھ رہے تھے گویا آپ کے سامنے صحیح البخاری کی جلد ثانی میں موجود کتاب الاطعمہ کا باب المرق کھلا ہوا ہے۔

قارئین بھی ذیل میں پوری حدیث مع ترجمہ ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔

عن عبداللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس بن مالک ان خیاطا دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لطعام صنعہ فذھبت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فقی .خبز تعمیر و مرقافیه دباء و قدید فرأیت رسول اللہ صلی تعالیٰ علیه وسلم یتبع الاباء من حوالی القصعة فلم ازل احب الدباء بعدیو مئذ۔

یعنی حضرت عبداللہ بن طلحہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں ایک درزی کی دعوت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ اس کے گھر پہنچا تو جو کی روٹی اور شوربہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا جس میں خشک گوشت کی بوٹیاں اور کدو کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ پیالے کے اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے۔اس لیے میں اس دن سے کدو سے بڑی محبت کرتا ہوں۔

مذکورہ حدیث مع ترجمہ پیش کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ جب حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس حدیث کا ذکر آیا تو مجلس کے شرکاء میں سے ایک شخص نے کہا ''انا ما احبه''یعنی میں اسے (کدو کو) پسند نہیں کرتا۔ اتنا سنتے ہی حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضب وجلال کے پیکر بن گئے اور میان سے تلوار نکال کر فرمانے لگے ''جدد الایمان والالاقتلنک''یعنی دوبارا ایمان لا ورنہ میں ضرور بالضرور تجھے قتل کر دوں گا۔

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت تاج الشریعہ نے انتہائی محبت آمیز اور شفقت خیز لب ولہجہ میں فرمایا کہ یہ انسان کی طبیعت کی بات ہے۔ کسی کو کچھ پسند ہے، کسی کو کچھ اور مگر یہاں معاملہ بھی کچھ اور ہے۔چونکہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کدو کو محبوب رکھا ہے تو ہمیں بھی محبوب رکھنا ہے۔ یہ محبت عقلی اور محبت ایمانی کا تقاضہ ہے۔پھر آپ نے صحیحین شریفین کی ایک اور حدیث جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے پیش فرمائی:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولاده والناس اجمعین ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس حدیث حدیث کے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث اشک بار آنکھوں کے ساتھ سنائی کہ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا کہ اے عمر! یہ بتاؤ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا بلیٰ یا رسول اللہ ﷺ یعنی کیوں نہیں یا رسول اللہ میں آپ سے بے حد محبت کرتا ہوں یہاں تک کہ دنیا کے تمام لوگوں سے بھی زیادہ۔آپ نے فرمایا کہ اے عمر! تمہارا ایمان اب بھی نامکمل ہے۔اتنا سننے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور عرض کرنے لگے آقا! آپ پر میرے والدین قربان ہوں بتائیے کہ میرا ایمان کیسے مکمل ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔اس وقت تک تمہارا ایمان تام نہیں ہوگا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اب میں اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تمہارا ایمان مکمل ہوگیا۔

حضرت تاج الشریعہ کی زبان فیض ترجمان سے یہ ساری باتیں سن کر وہ شخص جس نے سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی وصیت پر سوال اٹھایا تھا آپ کے قدموں پہ گر گیا اور بآنگ دہل کہنے لگا کہ حضور! اب میں نے ایمان کی اہمیت وافادیت سمجھ لی۔میرے سارے شبہات دور ہوگئے۔اس سے پہلے میں مذبذب اور متزلزل تھا اب میرا ایمان مستحکم وراسخ ہوگیا۔حضور! دعا فرمائیں کہ میں تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہوں۔حضرت نے اسے دعاؤں سے نوازا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔

میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے چند مرتب

سوالوں سے پہلا سوال یوں پیش کیا کہ حضرت ! میرے ذہن میں بڑے دنوں سے ایک خلجان ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا مشیت ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا نام موسیٰ اور سامری کا نام بھی موسیٰ تھا۔حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر ہوئی اور موسیٰ سامری کی پرورش حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنی نورانی انگلی سے دودھ پلاکر کی مگر اس کے باوجود موسیٰ سامری ایسا کافر بنا کہ اس نے بنی اسرائیل سے بچھڑے کی پرستش کروائی اور برخلاف اس کے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام منصب نبوت پر فائز کئے گئے ۔حضرت تاج الشریعہ نے اس کے جواب میں برجستہ مع حوالہ صاوی شریف کی جلداول ص:۲۹، میں مرقوم ایک عارف باللہ کے دوشعر عربی کے پڑھے ۔

اذاالمرلم یخلق سعیدامن الازل
فقدخاب من ربی وخاب المومن
فموسیٰ الذیں رباہ جبریل کافر
وموسیٰ الذی رباہ فرعون مرسل

انتہائی سلیس اردو میں اس کا ترجمہ بیان فرمایا کہ جب کوئی شخص ازلی شقی ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ نامراد ہوتا ہے بلکہ اس کا پرورش کرنے والا بھی ۔جیسے موسیٰ سامری جس کی پرورش حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی وہ کافر ٹھہرا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو فرعون کی پرورش میں رہے وہ خداوند قدس کے برگزیدہ رسول ہوئے ۔میں نے عرض کیا حضور! اگر اس کی مزید تشریح ہوجائے تو یہاں موجود دیگر اشخاص کے اذہان بھی صیقل بن جائیں کیوں کہ اس قسم کا سوال لوگ آئے دن ہم سے بھی کرتے رہتے ہیں ۔حضرت نے اس کی مختصر اور جامع یوں تشریح فرمائی کہ عارف کے ان اشعار کا لب لباب اور ما حصل یہ ہے کہ موسیٰ سامری چوں کہ ازلی کور پر بد بخت تھا اور اس لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پرورش نے اس کوئی فائدہ نہیں دیا اور وہ کافر کا کافر رہا۔اس کے برعکس حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام چونکہ ازلی سعید الخط یعنی نیک بخت تھے اس لیے فرعون جیسے سڑے ہوئے کافر کی پرورش سے انہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچا۔

میں نے حضرت تاج الشریعہ کی بارگاہ میں دوسرا سوال کیا کہ سورۂ مائدہ میں جس دسترخوان کا ذکر ہے اس سلسلے میں تفسیر جلالین کے اندر یہ لکھا ہے کہ اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں ۔کیا وہ مچھلیاں اور روٹیاں دنیا کے کھانوں میں سے تھیں یا آخرت کے کھانوں کی قبیل سے؟ آپ نے اس سوال کے جواب سے پہلے تفسیر جمل کے حوالے سے فرمایا کہ تفسیر جلالین کی علاوہ دیگر روایتیں بھی آئی ہیں ۔مثلاً رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس دسترخوان میں سات نہیں بلکہ پانچ روٹیاں تھیں اور مچھلیوں کے بجائے گوشت تھا۔اور بعض روایتیں میں سات مچھلیاں نہیں بلکہ ایک ہی تھی ،ایسی مچھلی تھی جس میں کانٹے کا وجود نہیں تھا۔اس میں گوشت ہی گوشت تھا اور اس میں سے تیل ٹپک رہا تھا اور اس کے سرہانے نمک اور دم کے پاس سرکہ اور اس کے اطراف میں مختلف انواع کی سبزیاں تھیں ۔اسی طرح روٹیاں سات نہیں بلکہ پانچ تھیں ۔مزید برآں ان روٹیوں میں کوئی بھی روٹی فقط روٹی نہیں تھی بلکہ ہر روٹی کے اوپر رب قدیر کی کوئی نہ کوئی نعمت بھی تھی ۔مثلاً ایک روٹی پر زیتون کا تیل ،دوسری پر شہد،تیسری پر گھی ،چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر گوشت کی بوٹیاں تھیں۔

یقین جانیے حضرت بولے جارہے تھے اور میں حیرت و استعجاب کی انوکھی تصویر بنا پیہم یہ سوچے جارہا تھا کہ یااللہ ! جب حضور تاج الشریعہ کے استحضار علم کا یہ عالم ہے تو پھر سیدنا اعلیٰ حضرت کے وفور علم کی کیا کیفیت رہی ہوگی۔

حضرت تاج الشریعہ نے اسی تفسیر جمل کی پہلی جلد کا صفحہ نمبر بتاتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھانا نہ دنیاوی تھا اور نہ اخروی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت اس کا کھانے کو ایجاد فرما کر بھیجا تھا جیسا کہ تفسیر جمل میں یہ بھی قلمبند ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے ان کے ایک حواری (جس کا نام شمعون تھا) کے مذکورہ سوال پر یہ جواب مرحمت فرمایا تھا۔

میرے والدگرامی حضور مفتی اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ نمازفرض کے بعد استغفار پڑھتے تھے پھر کلمۂ طیبہ۔ میں نے بھی یہ عادت بنالی۔ لوسا کہ غوثیہ مسجد میں امامت کے زمانے میں بعد فرض نماز حسب عادت میں استغفار پڑھتا پھر کلمۂ طیبہ کا ورد تو ایک بار ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ مولانا صاحب! ہم نے علماء سے سنا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد فرض لاالہ الااللہ پڑھتے تھے مگر آپ استغفار پڑھتے ہیں۔ اس سلسلے میں کوئی حدیث ہو تو بتائیں۔ میں نے غوثیہ مسجد، لوسا کہ کی چھوٹی سی لائبریری میں کچھ کتابیں دیکھیں مگر تلاش بسیار کے بعد بھی مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں مل پائی بعد میرے عمل کی پشت پناہی کر سکے۔ میں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور تاج الشریعہ سے اس سلسلے میں (والدگرامی کی عادت کریمہ کا ذکر کرتے ہوئے) پوچھا تو حضرت نے فوراً فرمایا کہ حضور مفتی اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ کا عمل بلاشبہ حدیث کی روشنی میں صمیم تھا بلکہ آپ کا یہ عمل لائق تقلید بھی ہے کیوں کہ احادیث میں دونوں روایتیں یعنی استغفار اور کلمہ کی موجود ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ نے استغفار والی حدیث مع حوالہ پیش فرمائی کہ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۸۸ میں باب الذکر بعد الصلوٰۃ کے ضمن میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذاانصرف عن صلوٰۃ استغفر ثلثاوقال اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام

۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز ادا فرمالیتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یوں کہتے **اللھم انت السلام**۔الخ

حضور تاج الشریعہ نے اس حدیث کے پہلو بہ پہلو دو حدیثیں اور بیان فرمائیں۔ حوالہ جات مجھے یاد نہیں رہے مگر عربی عبارتیں اب بھی میری ڈائری میں محفوظ ہیں۔ وہ عبارتیں من وعن قارئین کی نذر ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذاسلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمدوھوعلی کل شئی قدیر. لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم. اللھم لامانع لمااعطیت ولامعطی لمامنعت ولاینفع ذالجد. منک الجد۔

اس حدیث کے بعد دوسری حدیث آپ نے یوں پیش کی:

ان النبی کان یقول فی دبرکل صلوٰۃ مکتوبۃ لاالہ الااللہ وحدہ۔

یوں ہی آپ نے مذکورہ حدیثیں بیان فرمائیں میں نے عرض کیا حضور یہ بھی فرمائیں کہ کون سے اوقات میں ہماری دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا کہ ترمذی کی دوسری جلد ص:۳۶۳ میں آپ دیکھ لیجیے کہ یہ حدیث سوال وجواب کے ساتھ اس طرح موجود ہے۔

قلنا یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلوٰۃ المکتوبۃ۔

یعنی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

مسجد غوثیہ لوسا کہ کی بات ہے ایک بار ایک دیوبندی آٹپکا۔ اس نے میری اقتدا میں نماز عصر پڑھی۔ وہاں میرا طریقہ یہ تھا کہ بعد عصر میں ایک مختصر حدیث تشریح وترجمہ انگلش اور اردو میں پیش کرتا تھا۔ درس حدیث میں وہ بھی بیٹھا رہا درس حدیث کے بعد میں نے دعا مانگی جیسا کہ ہمارا طریقہ ہے کہ ہم بزرگوں کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں۔ دعا ختم ہوتے ہی اس نے کہا کہ وسیلہ سے دعا مانگنا شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **فادعونی استجب لکو**۔ یعنی تم مجھ سے دعا مانگو میں اسے پورا کروں گا۔ میں نے بہت سی دلیلیں قرآن مقدس اور احادیث نبویہ سے دیں لیکن اس نے کہا کوئی ایک ایسی حدیث آپ پیش کریں کہ خود نبی کریم ﷺ نے خود وسیلے سے دعا کی ہو یا کسی کو تلقین کی ہو۔ معاً میرے ذہن میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی مولائے کائنات کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کا بعد وصال والا واقعہ یاد آ گیا اور میں نے کہا ہاں بالکل فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد جب ان کی قبر تیار ہوگئی تو اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر قبر میں انہیں لیٹا کر یوں دعا کی یااللہ! اپنے نبی اور گذشتہ انبیاء کے وسیلے سے میری ماں فاطمہ کو بخش دے۔ علاوہ ازیں ترمذی شریف کی میں نے نابینا صحابیٔ رسول والی حدیث بھی تفصیلاً پیش کی کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک بار ایک نابینائی سے چھٹکارا ی دعا کی درخواست۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کر۔ صبر تیرے حق میں اچھا ہے مگر صحابی نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کرکے اس طرح دعا مانگو:

اللھم انی اسئلک واتوبہ الیک بنبیک محمدنبی الرحمہ یامحمدانی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضٰ لی اللھم فنعفغہ فی ۔

یعنی اے اللہ ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتا ہوں اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اپنے رب کے دربار میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت کے لیے تا کہ اس کی تکمیل ہوجائے ۔ یااللہ ! تو میرے حق میں ان کی یعنی حضورﷺ کی شفارش قبول فرما۔

میرے مذکورہ دلائل سننے کے بعد اس دیوبندی مولوی نے کہا کہ آپ نے نبی کریمﷺ کی چچی سے متعلق جو حدیث بیان کی ہے وہ کہاں ہے مع عربی عبارت بتایئے ۔ میں نے کہا ٹھیک ہے تلاش کرکے بتادوں گا۔ ہندوستان ہوتا تو بہ آسانی میں حوالہ ڈھونڈ لیتا لیکن باہر کے ملکوں میں کتابوں کی بڑی قلت ہوتی ہے ہر چند کہ میں جستجو کی مگر نا کام رہا۔

میں نے مرتب سوالوں میں یہ بھی لکھ رکھا تھا کہ حضرت تاج الشریعہ سے ملاقات پر اس کا حوالہ پوچھوں گا۔ میں نے یوں ہی آپ سے اس کا حوالہ جاننا چاہا تو آپ نے فوراً وفاء الوفا کی جلد اور اس کا صفحہ بتاتے ہوئے عربی عبارت پڑھی:

اللھم بحق نبیک والانبیاء من قبلہ ان تغفیی لامی فاطمہ۔ یعنی یااللہ! اپنے نبی اور گذشتہ انبیاء کے وسیلے میری ماں فاطمہ کو بخش دے۔

اسی طرح غوثیہ مسجد لوساکہ میں محفل نعت منعقد ہوتی تو کچھ مذبذب لوگ نعت خوانی پر اعتراض کرتے تو میں جواباً کہتا کہ نعت کہنا صحابۂ کرام کی سنت ہے اور نعت سننا خود سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس پر کچھ لوگ دلیل طلب کر گئے تو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے واقعہ پیش کرتا اور یہ آقائے نامدارﷺ ان کے لیے مسجد نبی میں منبر بچھاتے اس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح نعت پاک سناتے اور کافروں کی لہجے کا دفاع کرتے اور پھر سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے لیے دعائے خیر فرماتے کہ یااللہ حسان کی جبرئیل امین کے ذریعہ مدد فرما۔

کسی نے حوالہ طلب کیا تو میں نے وہاں موجودہ کتب احادیث دیکھا تو مجھے حوالہ مل نہ پایا۔

میں نے حضرت سے یوں ہی اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ مشکوٰۃ ص:۴۱۱، میں یہ حدیث اس طرح مرقوم ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضع لحسان منبرافی المسجدیقوم علیہ ویفاخرعن رسول اللہ ویقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ یویدحسان بروح القدس ماتفاخرعن رسول اللہ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوائے جن پر کھڑے ہوکر حضرت حسان نبی کریمﷺ کی مدح فرماتے اور کافروں کے لہجہ کا جواب دیتے تو آقائے کریمﷺ فرماتے کہ اللہ اس کار خیر میں حسان کی جبرئیل امین کے ذریعہ مدد فرماتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں باب الاستغفار (باقی صفحہ نمبر ۹ پر)

حضورتاج الشریعہ ایک مرشد کامل

مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]☆

مرشد برحق ، عارف کامل ، عالم صالح ، پاسدار شریعت ، راز دار طریقت ، صوفی باصفا ، پیکر زہد و اتقا ، مرشد انام ، عاشق خیر الانام ، مظہر غوثیت مآب حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات قدسی صفات وہبی اور اضافی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ذاتی محاسن وکمالات کا ایک بحر بے کراں ہے۔آپ کے قد زیبا پر شریعت وطریقت کے سارے محاسن پھبتے ہیں لیکن آپ کا موروثی امتیاز تفقہ اور تقویٰ ہے جو آپ کے گلستان وجود میں پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔آپ کے کمالات کی جہتیں بہت متنوع اور وسیع ہیں۔اس مختصر سی تحریر میں صرف آپ کے وصف بیعت وارشاد کے کمالات کی ایک جھلک دکھانی مقصود ہے اور بس۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو بے شمار علمی ، دینی اور فنی کمالات سے سرفراز فرمایا ہے، وہیں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو عالمی سطح پر فروغ دینے کا شرف عالی بھی عطا فرمایا ہے اور ایک مرشد کامل کی حیثیت سے آپ کی مقبولیت ایسی ہے کہ ایک جہان گرویدہ نظر آتا ہے۔آپ کے شیفتہ گان کی صف میں صرف عوام اہل سنت ہی نہیں بلکہ خواص میں علماء، صلحا، سادات، صوفیا، زاہدین، عاملین، مفکرین، دانشوران اور دنیوی سطح کے اعلیٰ تعلیم یافتہ گان کی ایک لمبی تعداد ہے۔یہ آپ کے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی روشن نشانی ہے۔

حضرات صوفیائے کرام نے ایک مرشد کامل کی جو شرائط وخصوصیات اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہیں، ان کی روشنی میں مرشد کامل، ہادی برحق تاج الشریعہ سراج الطریقہ عارف باللہ حضرت علامہ قاضی مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کے وجود بامسعود میں موجود مرشدانہ اوصاف کا تعارف عامہ اہل سنت کی درمیان پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاکہ دنیا ادراک کرے کہ ہمارے شیخ ،شریعت وطریقت کے جامع اور بہر طور مرشد کامل ہیں۔ہاں مشائخ سلسہ عالیہ قادریہ رضویہ کا شیوہ یہی رہا ہے کہ اپنے کمالات باطنی پر اخفاے حوال کا پردہ ڈالے رہتے ہیں۔سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ عموماً فتویٰ نویسی اور نقوش میں اپنی کرامات پوشیدہ رکھتے۔یہی حال سرکار مفتی اعظم قطب عالم اور حجۃ الاسلام مرشد انام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔گرچہ ان بزرگ ہستیوں سے کثیر حسی کرامات کا صدور بھی ہوا۔یہی حال تاج الشریعہ سراج الطریقہ دامت برکاتہم القدسیہ کا بھی ہے کہ آپ اپنے مدارج روحانیہ پر اخفا کا پردہ ڈالے رہتے ہیں لیکن آپ کے روحانی مدارج بہت عالی ہیں اور آپ کا کشف بہت بڑھا ہوا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں ہونے دیتے۔آپ کے بعض روحانی تصرفات اور کشف کا میں خود شاہد ہوں لیکن اس کا تذکرہ پھر کبھی۔

عارف باللہ صوفی کامل حضرت علامہ میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ ''سبع سنابل شریف'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''پیر کی بنیادی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پیر شریعت کے حقوق کی ادائیگی میں پیچھے رہ جانے والا اور سستی برتنے والا نہ ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے اہل سنت وجماعت کے موافق درست ہوں۔

لہٰذا پیری اور مریدی کی جو رسم باقی ہے، ان تین شرطوں

کے بغیر درست نہیں ہوگی۔ان تین شرطوں کی مختصر وضاحت کرتا ہوں۔

پہلی شرط کہ پیر کا مسلک صحیح ہو،اس کی توضیح یہ ہے کہ سچے مرید کوصحیح سلسلہ تلاش کرنا چاہیے کہ اکثر جگہ خلط اورخبط ہوگیا[یعنی سلسلہ متصل ہونا چاہئے]

پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر جملہ عبادات کا،فرائض اور واجبات اورسنتوں،نوافل اورمستحبات کا عامل وعالم ہواوران احکام کی پابندی میں کوتاہ اورسست نہ ہو۔

پیری کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں،مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق اورمتعصب پکا سنی ہو۔

یہی تین شرطیں اصل شریعت ہیں۔اگران سے قدم باہر رکھے گاتوراہ دین سے گرے گا۔[سبع سنابل اردوص۱۱۰-۱۱۶ ملخصا]

قطب الارشادمجدداسلام امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فتاویٰ افریقہ میں اس کی مفصل بحث پیش فرمائی ہے۔ میں یہاں اس کی متعلقہ بحث کی تلخیص پیش کرتا ہوں۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں:

’’مرشد بھی دوقسم کے ہیں:

اول عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمۂ شریعت وطریقت وکلام علماء دین اہل رشد وہدایت ہے۔اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء،علماء کا رہنما کلام ائمہ،ائمہ کا مرشد کلام رسول،رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلاو ﷺ۔

دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔

یہ مرشد خاص جسے پیروشیخ کہتے ہیں،پھرقسم دوم ہے:

اول شیخ اتصال یعنی جس ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہوجائے ۔اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱-شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضوراقدس ﷺ تک پہنچتا ہو ،بیچ میں منقطع نہ ہوکہ منقطع کے ذریعے سے اتصال ناممکن۔بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلااذن مرید کرنا شروع کردیتے ہیں۔یاسلسلہ ہی وہ ہوکہ قطع کردیا گیا،اس میں فیض نہ رکھا گیا،لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یاسلسلہ فی نفسہ اچھا تھامگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہواجو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا۔اس سے جوشاخ چلی، وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا۔بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مَت جدا ہے۔

۲-شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا،نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔آج کل کھلے ہوئے بد دینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر ودشمن اولیاء ہیں،مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ہوشیارخبرداراحتیاط احتیاط۔

۳-عالم ہو۔**اقول**:علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اورلازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف ،کفر واسلام و ضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہوورنہ آج بدمذہب نہیں ،کل ہوجائے گا۔صدہا کلمات وحرکات ہیں جس سے کفرلازم آتاہے اورجاہل براہ جہالت ان میں پڑجاتے ہیں لہذاعالم عقائد ہونالازم۔

۴-فاسق معلن نہ ہو۔**اقول**:اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجردفسق باعث فسخ نہیں،مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اورفاسق کی توہین واجب،دونوں کا اجتماع محال۔

دوم شیخ ایصال: کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسدنفس[نفس کے فسادات]ومکائد شیطان[شیطان کی

مکاریوں] ومصائد ہوا[خواہش نفسانی کی شکارگاہوں] سے آگاہ ہو۔دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے،ان کا علاج بتائے۔جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے۔نہ محض سالک،نہ نرا مجذوب۔عوارف شریف میں فرمایا:یہ دونوں[سالک اور مجذوب] قابل پیری نہیں۔

اقول:اس لیے کہ اول[سالک محض]خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل،بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اول اولیٰ ہے۔**اقول**:اس لیے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید ہے۔''[فتاویٰ رضویہ جدید،۲۱/۵۰۵-۵۰۷ملخصا]

عارف باللہ سراج طریقت تاج شریعت جانشین اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام علامہ مفتی قاضی شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والاصفات ان تمام شرائط واوصاف کی جامع ہے جوایک شیخ کامل میں ہونی چاہیے۔آیئے ان پیرانہ اوصاف اور محاسن شیخیت کی جھلکیاں حضرت کی حیات مبارکہ کے روشن صفحات میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ولادت مبارکہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳ نومبر ۱۹۴۳ء میں ہوئی اور سن فراغ ۱۹۶۳ء ہے۔جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بریلی شریف ۱۹۶۶ء میں تشریف لائے اورایک مرشد کامل،ہم شبیہ غوث اعظم سرکار مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں رہ کر آپ نے آداب شریعت وطریقت سیکھے اور ظاہری وباطنی تربیت حاصل کی۔آپ خود فرماتے ہیں کہ میری زندگی کے سب سے قیمتی لمحات وہی ہیں جو حضور مفتی اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں گذرے، اور نظم میں فیضان مرشد کی تاثراتی ہمہ گیری کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

آپ نے عرفان و آگہی کی جو منزلیں سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کی رہنمائی میں طے کی ہیں،اس کا علم تو اصحاب نظر رکھتے ہیں لیکن ہم جیسے تہی دامنوں کو بھی آئے دن آپ کے جلوۂ عرفان کے مظاہر دیکھنے کو ملتے رہتے ہیں۔

شیخ کامل کی دونوں جہتوں کی جامع ہے آپ کی ذات گرامی۔شیخ اتصال اور شیخ ایصال دونوں کے اوصاف آپ کی ذات اقدس میں بدرجۂ اتم جلوہ گر ہیں۔شیخ اتصال کی شرائط حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے مطابق تین اوراعلیٰ حضرت کے بیان کے مطابق چار ہیں۔وہ چاروں شرطیں بہت خوبی کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہیں۔

شرط اول : شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو۔اسی کی تعبیر حضرت میر نے یہ فرمائی کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ دامت برکاتہم القدسیہ کا سلسلہ سرکار مفتی اعظم قطب عالم اوراعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوتا ہوا سرکار غوث اعظم قطب اکرم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بسند صحیح ومتصل جا پہنچتا ہے۔یہ ایسا مستحکم اورزریں سلسلہ عالیۂ قادریہ ہے کہ عارفین اسے سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے اس سلسلے میں کہیں انقطاع نہیں اور آپ کے شیخ ومرشد سرکار مفتی اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف یہ کہ آپ کو اجازت وخلافت اور خرقہ مرحمت فرمایا بلکہ آپ کو اپنا جانشین بھی قرار دیا جس کی سند سرکار مفتی اعظم کی یہ تحریر ہے:

''میں اختر میاں کو اپنا قائم مقام اور جانشین مقرر کرتا ہوں''[اوکما قال]

[اصل تحریر کا عکس حیات تاج الشریعہ اور تجلیات تاج الشریعہ میں ملاحظہ کریں]

شــرط دوم: شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔میر صاحب نے اسے تیسری شرط کے طور سے بیان فرمایا۔حضرت تاج شریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی سنیت اور خوش عقیدگی ایسی تام، کامل اوراکمل ہے کہ آپ سے وابستگی خوش عقیدگی اور سنیت خالص کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔آپ کی پوری زندگی مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی اشاعت، حمایت اورصیانت میں گذری ہے۔آپ کی کثیر تحریریں حمایت حق اور رد بدمذہباں میں ہیں جن میں الحق المبین خاص طور سے قابل ذکر ہے اور عقیدے کی یہ پختگی اور دین وسنیت کا یہ دفاع واستحکام کئی سوسال سے آپ کی خاندانی وراثت ہے۔

شــرط سوم: پیر عالم ہو۔حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ عالم ہی نہیں علم وفن کی آبرو ہیں۔دینی ومتعلقہ عصری فنون کا کون سا ایسا گوشہ ہے جسے آپ کے دامان فکر وفن کی وسعت میں جگہ نصیب نہیں۔قرآنیات، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، علم کلام، فقہ، اصول فقہ، تصوف، منطق، فلسفہ، ریاضی، فلکیات، توقیت، جفر، تکسیر، علم الاعداد، ردومناظرہ، فن شعر، فن تنقید، عربی ادب، اردو ادب، فارسی ادب، انگریزی ادب، غرض بیسیوں علوم وفنون میں آپ کو مہارت حاصل ہے۔اور فقہ وفتویٰ اور سیر وکلام تو آپ کی خاص پہچان ہیں۔فقہی اور کلامی امور میں آپ کا قول، قول فیصل ہوتا ہے۔یہ ایسی عالمگیر روشن حقیقت ہے جسے آئینہ دکھانے کی ضرورت نہیں کہ ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

شــرط چہارم: فاسق معلن نہ ہو۔میر صاحب نے تیسری اور چوتھی شرط کو ایک ہی شق میں بیان فرمادیا کہ عالم باعمل ہو، فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کا پابند ہو۔حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی شفاف آئینہ مسعود زندگی کے لمحات کس قدر شریعت وطریقت کے سانچے میں ڈھلے اور الٰہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، کوئی چند لمحات آپ کی خدمت اقدس میں گذار کر دیکھے۔ایک معروف فیض یافتہ عالم دین کا بیان ہے جنہوں نے جلوت وخلوت میں ایک عرصے تک حضرت کو برتا ہے کہ

''میں نے سالہا سال حضرت کی خدمت میں گذارے، میں نے حضرت کا کوئی عمل شریعت سے ہٹ کر نہیں دیکھا۔''

بظاہر یہ ایک مختصر جملہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا مصداق بننا کس قدر مشکل ہے، اس کا اندازہ کرنا بھی ہر کس وناکس کے بس کا نہیں۔مزید گفتگو آگے آتی ہے۔

شیخ اتصال ہونے کے لیے ان چار شرائط کا جامع ہونا کافی ہے لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ شیخ اتصال ہی نہیں بلکہ شیخ ایصال ہیں۔البتہ آپ نے اپنے کمالات باطنی پر شریعت طاہرہ کی ردا ڈال رکھی ہے۔اس لیے بہت سی نگاہوں سے آپ کے کمال باطنی کا یہ گوشہ مخفی ہے۔

☆مقیم حال بنگلور

تمہارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں

مرشد برحق، غوث زماں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت کی خبر نے عالم اسلام کو سکتے میں ڈال دیا۔آپ کی رحلت سے علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا پیدا ہو گیا۔حضور تاج الشریعہ کے سانحہ ارتحال کی اطلاع ملتے ہی ۲۱ رجولائی ۱۸ء، ۸ تا ۱۱ بجے **جــامــعــہ حــضــرت حســان** وادی اویس قرنی چدراپر اڈیہ کوڈرما میں قرآن خوانی اور تعزیتی اجلاس کا اہتمام کیا گیا بعدہ مولانا عبد الرزاق، مولانا سراج القادری، قاری سلیمان رضوی، مولانا منصور القادری مصباحی کے علاوہ علاقائی علما وعشاق پر مشتمل ایک عظیم قافلہ مرکز عقیدت کی طرف روانہ ہوا۔۲۲ رجولائی کو ۹ ربجے یہ قافلہ بریلی کی سرزمین پر فروکش ہوا اور نماز جنازہ میں شرکت کی دولت سے بہرہ ور ہوا۔من جانب: مولانا محمد مشتاق عالم قادری مصباحی ناظم اعلیٰ جامعہ حضرت حسان، چدراپر اڈیہہ، کوڈرما، جھارکھنڈ

تاج الشریعہ اور استقامت علی الحق

حضرت سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی ☆

عالم اسلام کی نابغہ روزگار، عدیم المثال عبقری ہستی، مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ العزیز جیسی عظیم المرتبت شخصیت جن کے علوم معارف سے آج دنیا حیران وششدر رہے جنہوں نے سو سے زائد علوم وفنون پر مشتمل ایک ہزار سے زائد مستند بے شمار دلائل و براہین سے مزین کتابیں تصنیف فرما کر قوم کے حوالے کیا اور کمال بالائے کمال یہ ہے کہ آپ کی جملہ تصانیف احقاق حق وابطال باطل اور مسلک اسلاف اہلسنت و جماعت کی کما حقہ آپ حمایت وتائید و توثیق کے ساتھ ساتھ آپ کی تصانیف کے ہر ہر ورق بلکہ ہر سطر سے عشق رسول اعظم اور عظمت پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے سوتے ابلتے ہیں جس کے اپنے ہی نہیں بیگانے بھی معترف اور قائل ہیں ۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ جسے علماء ومشائخ زمانہ نے چودھویں صدی کا مجدد اعظم اور نابغۂ روزگار، بے مثل فقیہ گردانا ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ذات کو علم وعمل، عشق ومحبت ،استقامت و روحانیت کا مرکز تسلیم کیا ہے بفضلہٖ تعالیٰ ذات اعلیٰ حضرت اور آپ کا خانوادہ کل بھی علم وروحانیت کا مرکز تھا۔اور آج بھی ہے۔یہی سبب ہے کہ اس خانوادے کے چوکھٹ کو علم و روحانیت کے تاجداروں نے بوسہ دے کر اپنا علمی وروحانی سفر طے کیا۔اسی عظیم علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ ،شریعت وطریقت کے علم بردار،فقیہ عصر،مرجع الفتاویٰ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ و مولانا تاج الشریعہ الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ملقب بہ ازہری میاں نوراللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔جو علم و عمل، زہد وتقویٰ،شرم وحیا،صبر وقناعت صداقت واستقامت وغیرہ عظیم صفات حسنہ سے متصف ہیں۔یہ وہ عظیم ہستی تھی جس سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہورہے تھے۔جنہوں نے اپنے عظیم خانوادے کی علمی وروحانی وراثت سے خاطر خواہ استفادہ بھی کیا اور ملک و بیرون ملک کے متعدد مقامات کے دوران مقامات مقدسہ اور مزارات اولیاء اللہ پر حاضری دے کر خصوصی فیوض و برکات سے بھی مالا مال ہوئے اور وہاں کے عظیم المرتبت مشائخ عظام اور علمائے کرام کی صحبت بابرکت وعلمی وروحانی فیوض وبرکات سے بھی فیض یاب ہوئے۔حضرت کے عالمی سفروں میں سے صرف ایک ایسا واقعہ پیش کررہا ہوں جو شہزادۂ غوث الوریٰ کی بارگاہ میں حاضری سے تعلق رکھتا ہے۔جسے حضرت علامہ ومولانا ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب نے قلم بند کیا تھا۔ڈاکٹر صاحب نے علامہ اختر رضا خاں صاحب کے خادم خاص اور رفیق سفر کی حیثیت سے گنگ وجمن کے دوآبے سے لیکر کشمیر کی گل پوش وادیوں،کنیا کماری سے لے کر مہاراشٹرا اور راجپوتانہ وبنگلہ یہاں تک کہ ہمالہ کے دامن میں آباد شہروں اور صوبہ جات آسام،میگھالیہ اور ارونا چل تک پھیلے ہوئے ہیں وسیع وعریض ہندوستان کے ناجانے کتنے شہروں،قصبوں اور گاؤں کے سفر کیے ہیں علاوہ ان کے نیپال پاکستان،سری لنکا اور عراق وغیرہ کے غیر ملکی اسفار کا بھی شرف حاصل کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ ۱۹۸۲ء میں پاکستان کے دوسرے سفر کے دوران ایک روز شہزادۂ غوث الوریٰ سیدنا پیر طریقت سید شاہ علاء الدین گیلانی قدس سرہ العزیز کی زیارت کے لیے حضرت تاج الشریعہ راقم اور حضرت کے ۲۰ ۲۵ مریدین ومعتقدین ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔پیر صاحب کے وسیع وعریض کوٹھی پر تعینات دو دربانوں نے گیٹ کھولا۔کاروں کا قافلہ لان میں جاکر رکا لان سے لے کر برامدہ تک کئی ملازمین باادب کھڑے تھے۔سکریٹری صاحب نے

ہم لوگوں کی آمد کی اطلاع بھجوائی۔ چند منٹ میں پیر صاحب قبلہ باہر تشریف لائے، اہلا وسہلا مرحبا فرما کر استقبال کیا، ہم سبھی لوگوں نے حضرت پیر صاحب کی دست بوسی وقدم بوسی کی۔ پیر صاحب نے ایک سجے سجائے بڑے کمرے میں سب کو بٹھایا۔ایک بہت بڑے میز پر پھلوں اور میوہ جات سے بھری ہوئی پلیٹیں سجی ہوئی تھیں ناشتہ کا یہ شاہی انتظام اور سامان دیکھ کر شہنشاہ اولیاء غوث اعظم کے کرم وسخاوت کے پڑھے ہوئے واقعات کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ناشتہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی حضرت پیر صاحب قبلہ نے حضرت علامہ اختر رضا ازہری صاحب کی تعریف میں فی البدیہ عربی

میں ایک قطعہ پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا۔اختر رضا ستارہ کی طرح تابندگی بکھیرے گا۔حضرت علامہ اختر رضا ازہری صاحب نے حضور پیر صاحب سے دعا کے لیے کہا۔اس پر پیر صاحب قبلہ نے فرمایا، اختر رضا ہم تمہارے لیے کیا دعا کریں گے۔تمہارے دادا علامہ احمد رضا خاں صاحب کو میرے دادا غوث اعظم نے اتنا دیا کہ تم اسی خزانے سے نکالتے رہو بانٹتے رہو کبھی ختم نہیں ہوگا اور تمہارے مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم کو بھی بہت دیا ہے میرے غوث اعظم نے،اس کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر دعا کے بعد مزید کلمات خیر سے نوازا۔

یہ پیر علاء الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ خاص غوث اعظم کی اولاد سے تھے بڑے زاہد، عالم، فاضل، باشرع اور دیندار، پوری داڑھی سرخ وسفید نورانی چہرہ (سبحان اللہ کیا ہی نرالی شان تھی حضرت کی) جب ہم لوگ حضرت پیر صاحب قبلہ کے یہاں سے دست بوسی وقدم بوسی کر کے واپس ہونے لگے تو پھر انہوں نے سب کے لیے دعا کی اور حضور تاج الشریعہ کو چھوڑنے کے لیے برآمدے سے نکل کر لان تک آئے۔جب ہم لوگ گیٹ تک آ گئے تو حضرت پیر صاحب کے ملازمین نے ایک دوسرے سے گھسر پسر شروع کر دی کہ یہ کون سے بزرگ تھے جنہیں چھوڑنے کے لیے پیر صاحب لان تک آئے اور پھر ان کی آمد پر ایسا شاندار استقبال بھی کیا۔ارے بھائی یہاں تو صدر مملکت اور بڑے بڑے وزراء آتے رہتے ہیں۔انہیں پیر صاحب سے ملنے کے لیے کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔بھٹو (ذوالفقار علی بھٹو) پیر صاحب سے ملنے کے لیے آتے تھے تو آدھا آدھا گھنٹہ باہر کھڑے رہتے تھے تب جا کر باریابی ملتی تھی اور واپسی پر پیر صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے ہی بیٹھے انہیں رخصت کر دیا کرتے تھے مگر انہیں چھوڑنے کے لیے لان تک آئے یہ سن کر داتھ میں گئے لوگوں میں سے کسی پاکستانی نے ملازمین کو بتایا کہ جانتے ہو بزرگ کون ہیں؟ یہ بریلی شریف کے اعلیٰ حضرت کے پر پوتے ہیں۔ملازمین بولے تبھی تو پیر صاحب نے ان کی اتنی عزت کی۔فالحمد للہ علی ذالک جب بڑے بڑے بزرگوں کی بارگاہ میں حضرت حضرت علامہ اختر رضا ازہری صاحب کی عزت وعظمت کا یہ عالم ہے تو آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری صاحب کی ذات کتنی بلند و بالا ہے۔یہ تو صرف ایک واقعہ پیش کیا گیا ہے ورنہ نا جانے کتنے ہزاروں واقعات اس طرح کے حضرت ممدوح کی ذات سے وابستہ ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی عظمت و بزرگی کا اندازہ ان کے زہد وتقویٰ کے ایک حسین گوشے شرم وحیا کے ذریعہ بھی لگایا جا سکتا ہے آپ کے شرم وحیا کا عالم یہ ہے کہ آپ استنجا خانہ اور غسل خانہ کے کھلے ہوئے چھت ہونے کے سبب اس وقت تک استنجا اور غسل نہیں فرماتے جب تک کہ اوپر سے بھی پردے کا انتظام نہ ہو۔جیسا کہ مشاہدین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علامہ اختر رضا خاں صاحب اپنے نانا جان تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ہمراہ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ کے کلیا چک کے ایک جلسے میں شرکت کے لیے تشریف لے گیے آپ کو استنجا کا احساس ہوا جب آپ استنجا خانہ پہنچے تو اس کا اوپری حصہ کھلا تھا اسی وقت آپ نے چھتری منگوائی پھر استنجا سے فارغ ہوئے تو اس وقت عرض کیا گیا کہ چھتری کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تو آپ نے جوابا ارشاد فرمایا بھائیو! تا کہ ستر عورت ہو سکے اور حیا کا بھی پاس لحاظ برقرار رہے۔اسی طرح کا ایک اور واقعہ دارالعلوم فیض العلوم جمشید پور جھارکھنڈ میں پیش آیا۔جب آپ نے مدرسے کو اپنے قدوم میمنت

لزوم سے سرفراز فرمایا۔وہاں جب آپ غسل خانہ پہنچے تو اس کی چھت کھلی ہوئی پائی ۔فوراً آپ نے فرمایا کسی ایسے غسل خانہ میں اہتمام کیا جائے جس کی چھت کھلی ہوئی نہ ہو۔سبحان اللہ کیا شان ہے آپ کے شرم و حیا کی ۔گویا آپ حدیث رسول الحیاء جزمن الایمان کے مظہر کامل ہیں تو دیگر امور میں حضرت تاج الشریعہ کے زہدوتقویٰ کا عالم کیا ہوگا۔ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

آپ کی زندگی کے لیل و نہار کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بجا طور پر یہ کہنا پڑے گا کہ مردان حق آگاہ کے کاروان کاملان میں سے ایک فرد کامل آپ بھی ہیں تفسیر ،اصول حدیث،فقہ،اصول فقہ وغیرہ علوم شرعیہ وعقلیہ میں کامل دستگاہ و مہارت کے ساتھ ساتھ میدان عمل کے بھی شہسوار تھے۔

ایمان وعقیدے کی پختگی اور استقامت علی الدین تو گویا گھٹی میں پلائی ہوئی تھی جو خاندانی وراثت کے اعلیٰ تمغات کا حصہ ہے،یوں ہی عشق رسول،محبت اہل بیت اطہار،احترام وآداب اہل قرابت رضی اللہ عنہم اجمعین تو خانوادۂ رضویہ کے عظیم ترین اوصاف جمیلہ میں شامل ہے۔بفضلہ تعالیٰ علامہ تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب قبلہ بھی ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔علامہ موصوف جہاں بے شمار نوع بنوع خوبیوں سے مالا مال تھے وہیں پر علامہ کا مذہب اہل حق اہلسنت والجماعت کی نشر واشاعت اور اس کی تشہیر و ترویج پر کما حقہ کمربستہ رہنا اور ہر حال میں بادسموم کی تیز و تند ،غضبناک آندھیوں کی زد میں بھی استقامت علی الحق کا مظاہرہ کرنا اور ثابت قدم رہنا یہ وہ عظیم وصف ہے جس نے مجھے کافی متاثر کیا ۔اس لیے میں حضرت تاج الشریعہ کو اپنے دور کا ایک عظیم دور اندیش مدبر و مفکر و مصلح قوم ہونے کے ساتھ ایک مرد کامل ہی نہیں بلکہ ولی کامل حتی کہ قطب وقت بھی سمجھتا ہوں اور یہ میرا اتنہا ہی نظریہ نہیں بلکہ بعض دوسرے حضرات بھی غالبا علامہ ممدوح کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ ایک مجلسی گفتگو کے درمیان ایک حاجی صاحب نے مولانا محمد امام الدین صاحب نوری مصباحی سے سوال کیا کہ حضرت یہ علامہ اختر رضا خاں صاحب کون ہیں؟ تو اس کے جواب میں برجستہ حضرت کے زبان سے نکلا کہ حاجی صاحب آپ مختصر میں یوں سمجھ لیں کہ وہ اس وقت کے قطب ہیں ۔اس جواب پر حاجی صاحب بالکل مطمئن ہوکر خاموش ہوگئے ۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ استقامت علی الحق ہزاروں کرامت پر بھاری ہے جس کی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا

☆ سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ۔بشکریہ تجلیات تاج الشریعہ

حضور تاج الشریعہ خانوادۂ رضویہ کے درخشاں اختر

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری☆

تپ کر تو غم میں اور نکھر آیا اس کا رنگ
اشکوں کے درمیان گہر ہو گیا وہ شخص

اس نوازشِ خداوندی پر ہم سب قربان جائیں کہ اس نے مذہب مہذب دین اسلام کی دولت سے ہم سب کو سرفراز فرمایا تو زمانہ کی دست برد سے حفاظت کا سامان بھی خود ہی یہ کہہ کر مہیا کر دیا کہ نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ ہم نے ہی قرآن (دین) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اس ذمہ کرم خداوندی نے ایسی فولادی دیوار اسلام کے گرد کھینچ دی ہے کہ لاکھ یزیدی طوفان اٹھے، ماموئی بلائیں آئیں، طاغوتی آندھیاں چلیں۔ ہر دور بلا خیز میں اسلام مسکراتا رہا اور مسکراتا ہی رہے گا۔ یہ اپنے مالہ وماعلیہ کے ساتھ جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جیسا اب ہے ایسا ہی رہے گا۔ ہاں نظام قدرت کا حسین انتظام یہ ہے کہ حسب ضرورت وموقع وہ اپنے بندوں میں سے کسی کو چنتا ہے اور جس کو چنتا ہے اس کو نور علم وفکر، وفور درک وعقل، شعور زندگی وبندگی، سرور شریعت وطریقت، معاملہ فہمی، دور اندیشی، تحمل مزاجی، باریک بینی، ژرف نگاہی، سخن دل نواز، اور جان پر سوز کی دولت فراواں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ وہ بندہ مومن ہاتھ میں کتاب وسنت کا جھنڈا لے کر، دل میں عشق رسول کی تڑپ لے کر، دماغ میں اسلام کی حفاظت کا تخیل لے کر اور نظر میں نشان منزل مقصود کا خمار لے کر یہ کہتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے کہ

میں ظلمت شب میں لے کے نکلوں گا درماندہ قافلہ کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری نفس میرا شعلہ بار ہوگا

زمانہ کے سرد وگرم ماحول، حالات کی سرد مہری وبے رخی، گرد وپیش کی برافروختگی وژولیدگی کی پرواہ کئے بغیر بس اپنے کام کی دھن، مشن کی تکمیل کی لگن میں مگن، اپنے منصب سے انصاف کی فکر میں یہ کہتا ہوا سوئے منزل رواں دواں رہتا ہے کہ

ہاں ہمارا فرض ہے اعلان حق
حکم دیں سب کو سناتے جائیں گے
ہو ہی جائے گی فضا روشن ضرور
خون دل سے لو بڑھاتے جائیں گے

اس تناظر میں تاریخ کا تسلسل بول رہا ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف شخصیتوں نے جان جوکھم میں ڈال کر اپنی جد وجہد، کد وکاوش اور تب وتاب کا عرق نچوڑ کر اسلام کی جڑ میں ڈال دیا جس سے اسلام کا مرجھاتا ہوا پودا نئی تازگی وتوانائی پا کر پھر لہلہانے اور عالم کو اپنا حقیقی جلوہ دکھانے لگا۔ ہم دور کیوں جائیں اپنے ملک ہندوستان ہی کی بات کریں تو اس حوالے سے چند خاندانوں کے چند افراد کا نام ابھی اسی جلوہ سامانی کے ساتھ جگمگا رہا ہے جیسا اپنے دور میں جگمگا رہا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالحق محقق دہلوی، علامہ فضل حق خیرآبادی، علامہ عبدالعلی فرنگی محلی، حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی یہ وہ مبارک اسماء ہیں جو آفاق قلب پر آج بھی کل کی طرح درخشاں وفروزاں ہیں۔ ان مجاہدین اسلام ومحافظین کتاب وسنت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر انگریزوں کے دور قیامت آگیں میں ۱۸۵۶ء میں بریلی شریف کی سرزمین پر احمد رضا کی شکل میں ایک بچے نے آنکھیں کھولی اٹھان ایسی امید افزا تھی کہ دہلیز شباب پر قدم رکھتے رکھتے جس کے علم وفضل، ذہانت وفطانت، تفقہ وتفرد، طباعی

ودرا کی کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیل گیا۔مذکورۃ الصدر شخصیتوں اورامام احمد رضا میں نمایاں اور ممتاز فرق یہ ہے کہ وہاں ایک،ایک یا دو ،دو نام جگمگا رہاہے یہاں دو سو سال کے طویل دوران میں پورا خاندان جگمگا رہاہے اوردوسرا فرق یہ ہے کہ ان حضرات کے فکرواعتقاداور مسلک ومشرب کے تصلب کی لہریں زیادہ دنوں تک مواج نہ رہ سکیں خودان کے بعد یاان کی ایک نسل کے بعد اعتقادی تشخص میں لوچ ونرمی آ گئی۔مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے گھر میں اسمعیل دہلوی کی پیدائش سے جوفکری تصادم وپیکار کا دورشروع ہوااسے دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ع ۔

اس گھر کوآگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

علامہ فضل خیرآبادی کے بعد جنہوں نے ’’من شک فی کفرہٖ وعذابہٖ فقد کفر‘‘ کہہ کر وہابیت ودیوبندیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی تھی مگران کے بعد ان شہزادہ گرامی حضرت شاہ عبدالحق خیرآبادی کے خیال میں جونزاکت آئی ہے وہ حیات اعلیٰ حضرت (مولف ملک العلماء علامہ سیدظفرالدین بہاری) کے اوراق پر موجود ہیں۔بدایوں اورلکھنوکا کیا حال ہوااس کی تفصیل کے لیے میری کتاب ’’حضورامین شریعت حیات اورکمالات‘‘ کا مطالعہ مفید ومعلومات افزا۔مگر یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدداعظم بریلوی کے دادا حضرت علامہ مفتی رضا علی خان بریلوی کا گھرانہ ہے کہ دین وشریعت کی صیانت واشاعت کی جو مسند انہوں نے سجائی تھی آج تک اس کی رونق سلامت ہے۔دوسوسال سے زیادہ کا عرصہ ہورہاہے زمانہ کی قیادت وامامت کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں مگر پروردگارعالم نے اس خاندان کی عظمت کے سورج کوکبھی گہن نہیں لگنے دیا ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت علامہ رضاعلی خان سے لیکر حضورتاج الشریعہ تک دین پرسختی کے معاملہ میں نہ کہیں پرکوئی مصلحت ہے نہ نزاکت،نہ حالات سے سمجھوتہ ہے نہ معاملات میں گراوٹ بلکہ سب نے اپنے اپنے زمانے میں اس شمع تصلب کی لوکو تیز ہی کیا مدھم نہیں ہونے دیا۔ایسانہیں ہے کہ طوفان نہیں آئے۔آئے !مخالفتیں نہیں ہوئیں۔ہوئیں!قیامتیں کھڑی نہیں کی گئیں۔کی گئیں!مصائب کے پہاڑ نہیں ٹوٹے۔ٹوٹے!رنج وغم کی گھٹائیں نہیں چھائیں۔چھائیں!مگرکیامجال کہ پائے استقامت میں ذرہ برابرلغزش آجائے مداہنت اپنا کام کرجائے یہ ان سب حضرات کی استقامت علی الشریعت،حق گوئی وبے باکی،جواں مردی واولوالعزمی،ثابت قدمی وولولۂ جاں نثاری کا مبارک انجام ہے کہ آندھیوں کی زدپربھی مذہب ومسلک کا چراغ مسکرارہاہے۔آیئے اپنے دورکی ساتویں رضوی کڑی حضورتاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند،فخرازہر،جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ اختررضا خاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے گلشن حیات وخدمات کی سیرکو چلتے ہیں اوراس حوالے سے ان کی عظمتوں کے تاباں سورج تک پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ابھی ابھی ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کو جن کی وفات نے پوری دنیا کوہلااوررُلاکررکھ دیاہے۔

وہ تاج الشریعہ:جن کا وجود جماعت اہل سنت کیلئے محفوظ سائبان تھاتو گروہ صلح کلیت کیلئے زلزلہ کا سامان۔

وہ تاج الشریعہ:جن نگاہیں مسائل کے نئے نئے آفاق کی تلاش وتسخیر میں ہمہ دم مصروف رہتی تھیں۔

وہ تاج الشریعہ:جن کا دل اذعان وایقان کے نورسے شرابورتھا۔

وہ تاج الشریعہ:جن کے ایک ہاتھ میں قرآن وسنت کاعلم تھاتو دوسرے ہاتھ میں حکمت ودانش کاقلم۔

وہ تاج الشریعہ:جن کا سینہ محبت خدا کا گنجینہ تھا توعشق مصطفیٰ کامدینہ۔

وہ تاج الشریعہ:جن کے دل میں سوداتھا تودین کی سربلندی کااوردماغ میں تخیل تھاتو قوم وملت کی فیروزمندی کا۔

وہ تاج الشریعہ:جن کی آواز میں مکے کاجلال تھاتو مدینے کاجمال۔

وہ تاج الشریعہ: جن کے انداز میں بغداد کا سوز و گداز تھا تو اجمیر کا ناز و نیاز۔

وہ تاج الشریعہ: جو وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کے اوصاف سے مزین تھے۔

وہ تاج الشریعہ: جو جدید لاینحل مسائل کا حل چٹکی بجا کے پیش کرنے کی غیر معمولی صلاحیتوں کا مرقع تھے اگر یہ کہا جائے تو انہیں کو سجتا ہے کہ

اے رہبر کامل تیرا ہر نقش کف پا
باب نظر کیلئے منزل کا نشاں ہے

مجھے یہ فخر ہے کہ میں نے اپنے ممدوح کو اپنے پڑھنے کے زمانہ ۱۹۷۴ء سے دیکھا ہے اور اب تک دیکھا ہے میں نے حضرت کے قدیم گھر محلّہ خواجہ قطب میں قیام کیا ہے ان کے دستر خوان سے ریزہ چینی کی ہے، بازار کا سودا سلف کیا ہے اور میں نے حضرت سے ۲/ کتابیں (۱) ازہار العرب (۲) اور نخبۃ الفکر پڑھا ہے میں برملا یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اٹھے تو اٹھتے چلے گئے، بڑھے تو بڑھتے چلے گئے، چھائے تو چھاتے چلے گئے اور ایسا چھائے کہ جس خانقاہ میں چلے جاتے صاحب سجادہ بھی حیران رہ جاتے کہ لوگ سب کو چھوڑ کر حضور تاج الشریعہ کے گرد پروانہ وار نثار ہوتے تھے۔ قبول فی الارض کا یہ عالم کہ غیر معروف علاقہ میں بھی بغیر کسی اطلاع کے دیوانوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ جہاں ٹھہر جاتے عاشقوں کے انبوہ سے زمین تنگی داماں کا گلہ کرنے لگتی۔ تاج الشریعہ ایک علمی اور عملی کا شانہ معلیٰ تھے جہاں بے قراروں کو قرار اور بے چینوں کو چین ملتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ فضائیں گنگنا اٹھتی تھیں

جنونِ بے خودی میں پائے استقلال رکھتا ہوں
صراط عشق سے لغزش نہیں کرتا قدم میرا

آپ کی اس محبوبیت عامہ اور مقبولیت تامہ نے آپ کو محسود بھی کیا۔ حالانکہ آپ مرنجاں مرنج صفت کے حامل کامل درویش تھے۔ جس کی شان استغنا پر بے نیازی کو بھی ناز تھا۔ جو دیکھتا تو کتاب وسنت کے اوراق دیکھتا تھا یا حکمت و دانش کا چہرہ دیکھتا تھا۔ اسی لئے آپ نے کبھی کسی کا مکھڑا دیکھ کر فیصلہ نہیں کیا بلکہ جو کیا شریعت مطہرہ کا ضابطہ دیکھ کر کیا۔ انہیں فکر تھی تو بس یہ تھی کہ کسی حرکت وعمل سے کہیں رضائے مصطفیٰ کے چہرے پر بل نہ پڑ جائے۔ اسی احتیاط میں آپ زہرہ گداز حالات سے بھی گزرے۔ مگر جب بھی گزرے فرحاں وشاداں ہی گزرے اور یہی کہتے رہے کہ ؎

راہ خود بڑھ کے بتاتی ہے نشان منزل
چلنے والا بھی تو ہو گردشِ ایام کے ساتھ

نو پید مسائل میں ان کی تنقیح اور احتیاط دیدنی ہوتی۔ اپنے اسلاف کی روش سے سرمو کبھی بھی انحراف نہیں کیا۔ جو کہتے یا لکھتے کامل تحقیق کے بعد لکھتے یا کہتے۔ اسی لئے ان کو دوسروں کی طرح مسائل سے رجوع کی نوبت نہیں آئی۔ جو کہہ دیا اس پر جم گئے جو لکھ دیا اس پر ڈٹ گئے۔ اب لاکھ آندھی چلے ہزار طوفان اٹھے انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ پیشانی پر کوئی بل نہیں پڑتا۔ طوفان سے کھیلنا اور مسکرانا ان کی فطرت تھی۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت مفتی رضا علی خاں بریلوی نے تحفظ شریعت وسنت کا جو صور پھونکا تھا اور تحریک احیائے عشق رسالت کا جو بیڑا اٹھایا تھا اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم سے ہوتا ہوا آپ تک پہنچا تھا۔ آپ نے اس کی لے میں لے میں ملا کر اس کی لہر کو تیز سے تیز تر کر دیا۔ جیسے ان کی ادائیں بول رہی ہوں ؎

میری ہمت کو سراہو میرے ہمراہ چلو
میں نے ایک شمع جلائی ہے ہواؤں کے خلاف

آپ جبرئیلی اعلان کے فیض سے فیضیاب محبوبیت کبریٰ کے عظیم منصب پر فائز تھے۔ جو اس منصب پر فائز ہوتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب اس کی مٹھی میں کر دیتا ہے۔ حیات ظاہری میں تو محبوبیت کا یہ عالم کہ جلسے جلوس میں آپ موجود ہوں یا نہ ہوں آپ کے نام کا نعرہ لگتا اور جونہی آپ کے نام کا نعرہ لگتا پورا مجمع ہمہ تن گوش ہو جاتا۔ اس وقت رنگ ونور کا جو عالم ہوتا دیکھنے کے قابل ہوتا۔ بعد وفات جو محبوبیت کبریٰ کا حسین منظر سامنے آیا اس نے دنیا

کوغرق حیرت کر دیا۔ہائے افسوس گونا گوں اوصاف وکمالات کی یہ حامل شخصیت خاندان رضویہ کی گنج گراں مایہ شخصیت مومنین صالحین کے دل کی دھڑکن شخصیت ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء، بروز جمعہ جس وقت آسمان کا سورج غروب ہورہا تھا مغرب کی اذان کا جواب دیتے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے یہ زمین کا سورج بریلی کے افق سے غروب ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پوری دنیا نے بیک وقت آپ کی رحلت کے غم کو محسوس کیا۔سب نے روتے ہوئے دل اور برستی ہوئی آنکھوں سے کہا کہ استقامت علی الحق کا جبل شامخ ڈوب گیا۔امر بالمعروف اور نہی ان المنکر کا بدر کامل ڈوب گیا۔باطل کوحق سے چھانٹ دینے والا صداقت کا روشن ستارہ ڈوب گیا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے دو دن کے اندر محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ایک کروڑ لوگ تاج الشریعہ کی نماز جنازہ پڑھ کر اپنی آخرت کی زلف سنوارنے کے لئے قدموں میں حاضر ہوگئے۔کیا حنفی کیا شافعی کیا مالکی کیا حنبلی کیا قادری کیا چشتی کیا سہروردی کیا نقشبندی کیا رضوی کیا اشرفی کیا حشمتی کیا حبیبی سب نے اپنی اپنی عقیدتوں کا خراج تعزیت کی شکل میں اپنے عرش جاہ محبوب کی بارگاہ میں پیش کیا۔اور ہزاروں حسرتوں اور ارمانوں کے سائے میں اپنے اس فردوسی مہمان کو بادیدہ نم رخصت کیا۔اتحاد امت کا اتنا بڑا مظاہرہ شاید دنیا کی بوڑھی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔یہ بھی اپنے آپ میں ایک عالمی ریکارڈ ہے۔یہ استقامت علی الشریعت جو خاندان رضویہ کا طرہ ٔ امتیاز اور طغرایۂ افتخار ہے کا فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مخالفین وحاسدین کو بھی ان کی قدم بوسی پر مجبور کردیا۔اب عالمی سطح پر اتنی بزم تعزیت سجی اور سج رہی ہیں کہ ان کے عرس ان کا چہلم تک تو گننا دشوار ہوجائے گا کہ کتنی دھومیں مچیں اور کتنی محفلیں سجیں۔گویا کہ اب سب کو احساس ہورہا ہے کہ حضور تاج الشریعہ کیا تھے،علمی طنطنہ،فکری کخلخہ،عملی کروفر،شعوری ولولہ کیا تھا۔اس دنیائے ہست وبود،آنی اور جانی،بے ثبات وفانی میں ہر روز نہ جانے کتنے آنے والے آتے اور جانے والے جاتے ہیں مگر زمانہ ایک لمبی مدت تک حضور تاج الشریعہ کے دنیا میں رہنے کے منہاج اور جانے کے انداز کو یاد کرتی رہے گی اور برجستہ کہے گی کہ ۔

ہزار مجمع خوبان ِ ماہ رو ہوگا
نگاہ جس پہ ٹھہر جائے گی وہ تو ہوگا

☆مہتمم الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ

تاج الشریعہ شہرت ومقبولیت کی بلندی پر

مفتی محمد برجیس القادری مصباحی ☆

مورخہ ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء ۶؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ کی شام پوری امت مسلمہ پر یہ خبر بجلی بن کر گری کہ علم وادب کے افق پر ضیا پاش اختر ۶؍بجکر ۴۵؍منٹ پر ڈوب گیا یعنی خانوادۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے چشم وچراغ، جانشین مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، تاج الشریعہ رہبر شریعت وطریقت علامہ اختر رضا خاں الازہری (ولادت ۲۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء) اس جہان فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

آپ کیا گئے بزم علم وادب کی رونق چلی گئی، زہد واتقا کی مجلس سونی پڑ گئی، مسند افتا ایک باوقار وممتاز فقیہ اعظم سے خالی ہو گیا۔ فن حدیث میں غزارت ومہارت رکھنے والی شخصیت مادر گیتی کی آغوش میں سو گئی، حریم شریعت وطریقت بے نور ہو گیا خلوص وللّٰہیت کرم ورافت کا ایک جہاں تاریک ہو گیا، دنیائے ایثار وفا کے ایک پیکر جمیل سے خالی ہو گئی، اہل سنت کو جس پر ناز تھا وہ سرمایہ لٹ گیا، مذہبی وعلمی حلقوں میں کہرام مچ گیا، نیاز مندوں کی دنیا ویران ہو گئی۔

سانحۂ ارتحال کی تیزی سے پھیلی اسی تیزی کے ساتھ لوگ بریلی شریف کی طرف سمٹنے لگے اور عقیدت مندوں کا سیلاب ایسا امنڈا کہ نگاہوں نے یہ منظر پہلے نہیں دیکھا۔ بریلی شریف کی وسیع وعریض زمین انسانی سیلاب سے تنگ ہو گئی۔ جدھر دیکھیے بس عقیدت مندوں کا ہجوم ہی ہجوم ہے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

بندگان خدا یہ کثیر مجمع حضور تاج الشریعہ کی شہرت ومقبولیت کو آشکارا کر رہا ہے، خلق کی زبان جس کی تعریف وتوصیف کرتی ہے بارگاہ خدا میں بھی وہ ویسا ہی ہوتا ہے اور خدا اسے بہتر اجر وصلہ سے نوازتا ہے۔ جس کی بھرپور عکاسی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے ہوتی ہے بخاری شریف جلد ا، ص: ۶۷ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کچھ لوگ ایک جنازہ کے ساتھ گزرے تو انہوں نے اس جنازہ کی تعریف کی غیب داں پیغمبر نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر کچھ لوگ ایک دوسرے جنازہ کے ساتھ گزرے تو انہوں نے اس جنازہ کی برائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا واجب ہو گئی تو فرمادیا جس شخص کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی تم نے زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

رب قدیر نے تاج الشریعہ کو ظاہری وباطنی جمالی دلکشی کے ساتھ ساتھ بہت سارے فضل وکمال سے نوازا تھا۔ وہ مرجع فتاویٰ بھی تھے اور عظیم محدث بھی، فقیہہ ومفتی بھی تھے اور قاضی شریعت بھی، منطقی وفلسفی بھی تھے اور مایہ ناز مفکر بھی، نکتہ سنج خطیب ومبلغ بھی تھے اور سحر طراز شاعر وادیب بھی، خاندانی وجاہت وعظمت کے حامل بھی تھے اور نفسانی شرافت وکرامت کے پیکر بھی ان کی حیات طیبہ پر ہند وپاک کے ارباب قلم نے بہت کچھ لکھا ہے اور لکھتے رہیں گے۔ عوام تو عوام خواص میں بھی ان کی زندگی کی داخلی خوبیوں کے چرچے تھے ہر چہار جانب ان کی شہرت ومقبولیت کا نظارہ بج رہا تھا۔ اپنے جہاں امام احمد رضا کے علوم وفنون کا وارث وامین

جانتے تھے۔وہیں دوسرے بھی آپ کے علمی تبحر وتفوق کے معترف تھے۔

یہ کس کے روئے منور کی جلوہ باری ہے
نظارہ کرنے کو پیروجواں سبھی نکلے

اصابت فکر ونظر اور تبحر علم وفن نے حضور تاج الشریعہ کو معاصر علما میں امتیاز وانفرادیت کی شان بخشی تھی۔جس کی وجہ سے اکابر کی نظر میں بھی مقبول ومحبوب تھے۔ ۱۹۷۷ء میں جھریا ضلع دھنباد میں علمائے اہل سنت وعلمائے دیوبند کے مابین مناظرہ ہوا جس میں دیوبندی مناظر طاہر گیاوی غلط عبارت پڑھتے ہوئے پکڑا گیا۔خوف سے اس نے جھریا کی جامع مسجد میں پیشاب کر دیا جسے ہزاروں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس مناظرہ میں دیوبندیوں کو بڑی ذلت آمیز شکست ہوئی تھی اور انہیں راہ فرار اختیار کرنا پڑا تھا اس مناظرہ کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں جماعت اہل سنت کے کئی مشہور ومعروف مناظرین تھے سیدی ومرشدی حضور مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ ودیگر اکابر علماء جن کی سرپرستی فرما رہے تھے اس میں حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے نواسے حضور تاج الشریعہ کو اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا حضور مفتی اعظم کو فخر ازہر علامہ اختر رضا خان الازہری پر کامل اعتماد وثوق تھا۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ان واقعات کی روشنی میں تاج الشریعہ کی پر کشش شخصیت شہرت ومقبولیت کی بلند ترین منزل پر نظر آتی ہے۔دیکھنے والوں کی نگاہوں نے دیکھا ہے کہ جس راستے سے حضور تاج الشریعہ کا گزر ہوجاتا وہاں عقیدت کیشوں اور دیوانوں کا عظیم مجمع ہوجاتا۔زیارت کے لیے پروانے گھنٹوں فرش راہ بنے رہتے اپنے تو اپنے غیر بھی چہرہ زیبا کی طلعت ونورانیت کو اپنی آنکھوں میں بساتے۔تاج الشریعہ کے دیوانوں سے زیادہ کسی اور معاصر کے شیدائیوں کی تعداد نہیں دیکھی گئی۔

ہمیں یاد رہے کہ ۱۹۹۲ء میں برواپیڑا ضلع بکارو میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں حضور تاج الشریعہ کے علاوہ خانوادۂ رضویہ کے کئی دیگر شہزادگان کو بھی مدعو کیا گیا تھا کانفرنس کی تیاری بڑے زور وشور سے ہوئی اشتہارات واخبارات کے ذریعہ اعلانات کو خوب وسعت دی گئی۔جب کانفرنس کی تاریخ آئی تو دامن کوہ میں آباد برواپیڑا کا چپہ چپہ انسانوں سے بھر گیا اور ہر کوئی چاہتا کہ ہم تاج الشریعہ کی خدمت میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کریں تاج الشریعہ سے لوگوں کے وفور عقیدت کو دیکھ کر حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا نے فرمایا ازہری میاں کے لیے بہار میں بہار ہے۔

میرے ایک رفیق حضرت مفتی عابد حسین مصباحی جو اپنی جماعت کے جید محتاط عالم ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں انہیں خانوادۂ رضویہ سے والہانہ عقیدت ومحبت ہے اپنی تصنیف علامہ ازہری حیات وشخصیت میں تحریر فرمایا کہ دوران گفتگو حضرت علامہ (ارشد القادری) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت عطا فرمائی ہے ایسی مقبولیت میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔

اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ جب آپ رانچی پہونچے تو ہزاروں میکشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق عوام الناس کے کانوں تک یہ بات پہنچا دیتی ہے۔ (ص:۲۶/۲۵)

یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضور تاج الشریعہ کی عبقری شخصیت کو ایسی مقبولیت وشہرت حاصل ہوئی کہ اس خاک ہند پر جہاں قدم رکھ دیتے وہاں انسانوں کا سیلاب امنڈ پڑتا اور پوری فضاء قریہ قریہ تاج الشریعہ کے دلآویز نعروں سے گونج جاتی۔

جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ درجنوں کتابوں کے مصنف بھی ہیں،سوانح نگاروں نے ان کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ نگارشات وتصانیف کی تعداد ۷۵/ذکر کیا ہے ہر تصنیف اپنے موضوع پر خوب

سے خوب تر سے الفاظ وعبارات نہایت ہی شستہ سلیس اور جدت کا بانکپن لئے مستحکم دلائل سے مرصع ومزین ہے جسے عرب وعجم کے علماء نے دیکھ کرخراج تحسین پیش کیا۔تاج الشریعہ کی پرکشش شخصیت اپنی وقیع نگارشات وتصانیف اورفخراز ہرایوارڈ کے آئینے میں اوج ثریا پرنظر آتی ہے۔

حضورتاج الشریعہ کی زندگی پرمجدداعظم امام احمدرضافاضل بریلوی کازبردست روحانی فیضان تھاپوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کرتے رہے اورمسلمانوں کواس جارۂ حق پرقائم رہنے کی شدت سے تلقین فرماتے رہے۔ایک مرتبہ عرس رضوی کے موقع پرہزاروں کے مجمع میں مسلک اعلیٰ حضرت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے فرمایااپنے جدکریم امام احمدرضافاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی کرامت وبشارت کے عظیم شاہکار تھے۔آپ کے والد ماجد حضورمفسراعظم کی ننھی سی عمرتھی اسی عمرمیں سیدنااعلیٰ حضرت نے بشارت دی تھی کہ اس سے میری اولادمیں ایک فرزندہوگاجواسلام کی بڑی خدمت کرے گااورمیرانام روشن کرے گا۔آپ کے فضل وکمال کودیکھ کرعلمانے فرمایاکہ اس بشارت کے مصداق حضورتاج الشریعہ ہی کی ذات محمود ہے (ملخص ازفیضان مارہرہ وبریلی)

تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہندکی ہمہ جہت شخصیت کی شہرت ومقبولیت کاآفتاب روشن وتابناک نظرآتاہے اورآپ کی ذات بیعت وارادت ،فیض وکرامت ،دعوت وعزیمت ،قول وعمل پرستقامت ،علوم متداولہ پرکامل دستگاہ اوردینی وعلمی خدمات کے حوالے سے ممتازنظرآتی ہے راقم حروف بس یہ کہتے ہوئے اپنے خامہ کوروک رہاہے۔

ورق تمام ہوااورمدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحربیکراں کے لیے

☆خادم التدریس والافتاجامعہ مفتاح العلوم راورکیلا اڑیسہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

صدائے دل

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کوخالق کائنات نے کثیر صفات وخصوصیات سے نوازاتھا۔آپ نے اسلام وسنیت کی نشرواشاعت اورمسلک اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج وتقویت کے لیے اپنی خداداد ذہانت ولیاقت ،خلوص وللّٰہیت ،زہدوتقویٰ ،اعلیٰ اخلاق وکرداراوردینی وشرعی افکارونظریات سے اہم کارنامے وزریں خدمات انجام دیں۔آپ نبیرۂ مجدداعظم ،شہزادۂ مفسراعظم ،جانشین مفتی اعظم عالم تھے،متعددزبانوں میں اہم موضوعات پردرجنوں کتابیں تصنیف کیں،اعلیٰ حضرت کی کتابوں کاترجمہ کرکے ہندوبیرون ہندمیں صحیح اسلامی فکرونظرکوپھیلایا،کثیرنوپیدوپچیدہ دینی وشرعی مسائل پرفتاویٰ جاری کیے،دینی وروحانی تعلیم وتربیت کے لیے بریلی شریف میں اسلامی یونیورسیٹی قائم کی،ہندوبیرون ہندمیں کروڑوں مریدین ہیں،استقامت ،عزیمت ،زہدوتقویٰ بےنظیراورغیرت ایمانی ،حق گوئی اوربےباکی اورصلابت دینی میں حضورمفتیٔ اعظم کےعکس جمیل تھے،آپ کی شخصیت مشعل رشدوہدایت ومینارۂ نورکی حیثیت رکھتی ہے۔ ہندوبیرون ہندکےسنی مسلمانوں نے اپنےاپنےطورپراپنےمحسن حضورتاج الشریعہ کی روح پرفتوح میں خراج تحسین پیش کررہےہیں،دنیاکےکثیرممالک کےعلماءوفضلا،مشائخ ومرشدان ،اکابرین ومعتقدین کےتعزیتی پروگرام ،خطوط ومکالات وبیانات کاتانتابندھاہواہے۔فقیرکی نگرانی ونظامت میں چلنے والےاداروں میں بھی قرآن خوانی کااہتمام کیاگیااورایصال ثواب کی محفلیں منعقدہوئیں ہیں جن میں دارالعلوم کلیمیہ نظامیہ پٹومالن گاؤں اورالجامعہ المدینہ رضانگرکشن گنج کےطلبہ واساتذہ اوراراکین کےعلاوہ آس پاس کےمعتقدین بھی شریک ہوکرثواب دارین سےسرفرازہوئے۔

(مفتی) محمداحمدحسین نوری رضوی
سربراہ اعلیٰ الجامعۃ المدینہ کشن گنج بہار۔ناظم اعلیٰ دارالعلوم کلیمیہ نظامیہ پٹومالن گاؤں پوسٹ گوہر،تھانہ گوالپوکھر،اتردیناجپور بنگال۔

تاج الشریعہ کی حق گوئی اور بے باکی

شہر عالم رضوی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے باطل کی سرکوبی میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان نے اور آپ کے تربیت یافتہ تلامذہ کرام نے بے مثل خدمات انجام دیے ہیں ۔آپ کے بعد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سیادت میں یہ سلسلہ جاری رہا۔الحمدللہ ان کے علمی وفقہی خدمات کی رونق سے آج بھی عالم اسلام منور اور روشن ہے۔آپ کے بعد بدخواہوں کو یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں اب ایسا کوئی جانشین نہیں رہا جو باطل کو منھ توڑ جواب دے سکے ۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ نے اپنے دور اندیشی سے اور فاضلانہ وقائدانہ صلاحیتوں سے ایک مرتبہ پھر اس خدمت کو برقرار رکھا جس سے اعداء کے صفوں میں ماتم چھا گیا ۔صاحب شریعت علامہ محمد اختر رضان خاں ازہری علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات علمی دینی روحانی اور سماجی خدمات کے اعتبار سے ایک مثال ہے۔ یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدرت شخصیت ہیں اور ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جن کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد اکیسویں صدی کی دینی ،فقہی ،مسلکی اور تبلیغی تاریخ مکمل ہو ہی نہیں سکتی ۔یہ بذات خود شخصی اعتبار سے بلند مرتبت والے ہیں اور ایک ایسے نامور خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جو ہندوستان میں دین اسلام کی تاریخ کا روشن باب ہے اور پورے عالم اسلام میں قدر و منزلت رکھتا ہے۔ یہ بات یقین کے اجالے میں آگئی ہے کہ زندہ قوم اپنے بزرگوں کی یاد کو مرنے نہیں دیتی تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری نابغہ روزگار علم ودانش کے پیکر جمال ،عربی زبان کے بلند پایہ ادیب ،اپنے دور کے ممتاز مصنف ، مفکر ،مفسر ، مدبر ، محقق ،محدث ،مفتی ،دلکش اصلوب تحریر اور حسین انداز تعبیر کا نام ہے۔

حضرت کی حق گوئی اور بے باکی :۔ بھی ان کے علوم و فنون کی طرح فقید المثال نظر آتی ہے حضرت ایک مضبوط دل، خوف خدا سے سرشار نفس رکھتے ہیں ، بزرگوں اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں ۔اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت کو جن گونا گوں صفات سے متصف کیا ہے ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے ۔آپ نے کبھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ۔چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔چاہے کتنے ہی قید وبند،مصائب آلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں ۔کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی منشا کے مطابق فتویٰ تحریر نہیں فرمایا ۔جب کبھی فتویٰ تحریر کیا تو اپنے اسلاف، اپنے آبا و اجداد کے قدم بقدم تحریر فرمایا۔جس طرح جد امجد امام اہلسنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے بے خوف وخطر فتاوے تحریر فرمائے اسی طرح ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت نظر آتے ہیں ۔اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاوے اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ :۔ آپ کی کم سنی میں ہی استقامت وتصلب فی الدین اور حق وصداقت کے علم برداری کی جیتی جاگتی مثال ہے مورخین بیان فرماتے ہیں کہ اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا،ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم وجبر کیا گیا ،کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاب

صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی ۔(باقی صفحہ نمبر)۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ،تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے ،رقیبوں کو قیدِ سلاسل میں جکڑ کر نذرِ زنداں کر دیا گیا ''میسا'' جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دے دیا گیا۔ پولیس عوام کو جبرا پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی ،اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نقطہ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لیے دارالافتا بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔دوسری طرف دیوبند کے دارالافتا سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند میں نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر وظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے حکم پر حضرت نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔اس فتوی پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ ،مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لیے دباو ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتوی سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا نمائندگان حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتوی قرآن وحدیث کے روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

آپ کے فکر وفن دیکھ کر سنگ تراش نظر آتا ہے جو بے جان پتھروں کی فنکارانہ تراش وخراش اپنی دانائی سے اس طرح کرتا ہے کہ ان میں زندگی کی وہ دھڑکنیں سنائی دینے لگتی ہے۔آپ کی تحریریں ایک زبردست تخلیقی شان وشوکت کے ساتھ ہر قدم پر ملتی ہے۔

☆ٹریزر:۔تحریک تحفظ عقائد ''اہل سنت'' ناگپور مہاراشٹرا

حضور تاج الشریعہ اور حاجت روائی

نبیرہ حضور حجتہ الاسلام وجانشین حضور مفتی اعظم ہند وشہزادہ حضور مفسر اعظم ہند رضوان اللہ علیہم اجمعین عارف باللہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان بالمعروف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمتہ الرضوان کے مبارک اور منور چہرے کی زیارت مجھے کئی مرتبہ میسر ہوئی ، دست بوسی اور قدم بوسی کا موقع بھی ملا۔اللہ رب العزت کے فضل وکرم وآقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا واولیاے کرام کی نظر عنایت وحضور پیر مرشد کے روحانی فیضان کی بدولت فقیر قادری کو ہر موڑ پر کامیابی ملتی گئی اور مل رہی ہے الحمد اللہ: حضور پیرومرشد کی چہرہ انور کی زیارت کی برکت۔

2016 میں گیارھویں شریف کے بعد امامت کی جگہ چھوٹ گئی ،فقیر قادری کافی دن تک پریشان رہا ہمارے رفیق محترم حضرت حافظ رضوان صاحب سلمہ کا فون آیا کہ آپ ممبی آجاؤ جگہ مل جائے گی ناچیز وہاں گیا لیکن کم وبیش ایک ہفتہ تک جگہ نہ مل پائی کیونکہ ممبی ہمارے لیے نیا شہر تھا حافظ رضوان سلمہ ومولانا رجب علی صاحب کے علاوہ کسی سے رابطہ نہیں تھا؛اس لیے ایک ہفتہ بعد میں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ اب تدریس وامامت کی بجائے کسی کاروبار میں قسمت آزمائی کی جائے اسی شب تقدیر کا ستارہ چمک اٹھا بذریعہ فون حضرت مولانا رجب علی صاحب قبلہ خطیب وامام مدینہ مسجد کیلا بکھار ممبی سے خبر موصول ہوئی کہ حضور پیر ومرشد صاحب قبلہ شیخ ابراہیم بھائی جان صاحب کے یہاں تشریف فرما ہیں فقیر قادری زیارت کے لیے تڑپا ،حضور پیر ومرشد کی بارگاہ میں پہنچنے کے بعد دست بوسی اور قدم بوسی کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی پیر ومرشد نے نظر شفقت فرماتے ہوئے مخصوص دعاؤں سے نوازا۔دعا مقبول ہوئی ،اسی دن کرلا ممبی دارالعلوم میں صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمت دین موقع مل گیا۔دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل حضور پیر ومرشد کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش فرماتا رہے اور آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرماتا رہے۔مولی تعالی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے صدقے ہم عاشقان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائے .... آمین

(حافظ) غلام جیلانی قادری خطیب وامام سنی غریب نواز مسجد بھساول۔

حضور تاج الشریعہ ایک عبقری شخصیت

محمد قمر الزماں مصباحی☆

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی پرنور اور تابندہ شخصیت اپنے اندر آسمان کی بلندی۔آفاق کی وسعت اور سمندر کی پنہائیاں سمیٹے ہوئے ہے ۔علم ومعرفت ،فکروآگہی ،فضل وتقویٰ ،سلوک وتصوف ،احسان ومروت ،اخلاص ویقین حسن اخلاق ،شفقت نوازی،اتباع شریعت،عشق رسالت،فقہ،تفسیر،تحقیق وتنقید،دعوت وتبلیغ ،زبان وادب ،شعروشاعری اورعلوم عقلیہ ونقلیہ پرمہارت آپ کی باوقارزندگی کے وہ ذیلی عناوین ہیں کہ ہرعنوان مستقل ایک کتاب کا متقاضی ہے۔

آپ نے اس خاندان میں آنکھیں کھولیں کہ کئی برسوں سے اسلام وسنت ،دین وشریعت اورفروغ عشق رسول کی خدمت کی سعادت ان کے حصے میں چلی آرہی ہے جسے خاص فضل الٰہی سے تعبیرکرنا چاہیے۔خودآپ کی دینی خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی پر پھیلا ہواہے ۔درس وتدریس سے لے کردعوت وتبلیغ اورارشادوہدایت کا یہ پچاس سالہ سفرنہایت قیمتی اورقابل تحسین ہے آپ کے تلامذہ اورخلفا کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں فقہاومحدثین بھی ہیں اورجیدعالم وفاضل بھی ،ادیب وخطیب بھی ہیں اور بالغ نظر مصلح ومبلغین بھی۔

پروردگارعالم نے آپ کوجامع اوصاف وکمالات بنایا تھا جب درس وتدرس کی مسندزریں کو رونق بخشی توایک سے بڑھ کرایک ماہرین فن کو پیدا کیا۔ارشادہدایت اوردعوات وتبلیغ کی قالین پرجلوہ گرہوئے توکروڑوں افرادکے دل کوگنبدخضریٰ کی طرف پھیردیا،لاکھوں گم گشتگان راہ کواخلاص ویقین کا اجالا اورعقیدے کا تقدس بخشا نہ جانے کتنے ظلمت بردوش دلوں میں عشق رسول کا چراغ روشن کیا اور ہزاروں کافروں کوایمان کی دولت عطا کی ۔اورجب تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا توستر سے متجاوز کتابیں آپ کے قلم سے معروض وجود میں آئیں سطرسطر سے علمی گہرائی ،فکری بلندی ،استحضارذہن ،قوت گرفت ،فن پردسترس ،زبان وبیان کی سنجیدگی اوروسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے ۔عربی ،فارسی یا اردواورانگلش ہرچہارزبان پرقدرت تھی ۔زبان کی معلومات الگ شئی ہے مگرہرفن کے لسانیاتی ادب پرحذاقت ومہارت یہ خاص آپ کے قلم کا حصہ ہے۔

آپ نے شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق اورستھرا مذاق پایا تھا جب آپ گنبدخضریٰ سے نورکشید کرکے نعتیہ اشعار کہتے تو قاری اورسامع دونوں کی روح جھوم جھوم اٹھتی ۔سفینۂ بخشش کے مطالعہ سے آپ کی شاعرانہ عظمتوں کا پوراپورااحساس ہوتا ہے اپنے پرکھوں کی روش پرچل کرعشق وعقیدت میں شرابورہوکرایسی شاعری کی ہے کہ جلسوں ،کانفرنسوں اورمیلادکی محافل میں سیدی سرکاراعلیٰ حضرت ،حضوراستاذزمن حضرت حسن رضابریلوی اورسرکارمفتی اعظم کی شاعری کے بعدآپ ہی کے کلام کوشہرت دوام حاصل ہے۔

آپ نے تفسیر،حدیث ،تحقیق ،تنقید،رداورتاریخ ہر موضوع پرکتابیں تصنیف فرمائی ہرسطرکی زیریں لہروں سے علمیت ،معقولیت ،نکتہ آفرینی اورگہرائی وگیرائی جھانکتی نظرآتی ہے جب ردپرقلم اٹھاتے ہیں توپہلے قرآن ،پھرحدیث ،پھراقوال ائمہ سے اپنی بات ثابت کرتے ہیں اوردلائل کے اتنے انبارلگادیتے ہیں کہ حریف کو بھاگنے کی کوئی راہ نظرنہیں آتی آزرکوحضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہونے پرکچھ لوگوں نے اپنے قلم کی ساری توانائی صرف کردی اس کے ردمیں آپ نے ایک کتاب لکھی کہ آزربت

پرست اور بت گرتھااور کوئی بت تراش پیغمبر کا باپ نہیں ہوسکتااور پھر قرآن و حدیث سے اتنے شواہد اکٹھا کردیئے کہ پڑھنے کے بعد روح پھڑک اٹھتی ہے۔

آپ کے فتاویٰ میں امام احمد رضا قادری ،حضور حجۃ الاسلام اور سرکار مفتی اعظم کا رنگ فقاہت صاف واضح طور پر دکھائی دیتا ہے اور آپ پورے طور پر وارث علوم رضا اور جانشین مفتی اعظم نظر آتے ہیں ۔ایک بار جو رائے قائم کردیا اس سے رجوع نہیں کیا۔ یہ فن افتا پر زبردست گرفت کا نتیجہ ہے کئی فقہی سمیناروں میں شرکت کا موقع ملا اور بارہا یہ دیکھنے کو ملا کہ آپ کی رائے کو حرف آخر کا درجہ حاصل ہوتا قرآنی آیات ،احادیث کریمہ اور فقہی جزئیات مسائل کے حوالے سے ہمیشہ نوک زبان پر رہتے ۔بلکہ کتابوں کے صفحات بھی پیش نظر ہوتے۔

الغرض پروردگار عالم نے ہر فن میں یکتائے روزگار بنایا تھا۔ اتباع شریعت میں بھی آپ کا کوئی جواب نہیں ۔جہاں تقویٰ مچل جائے ،علم و فن جس پر ناز کرے اور عشق رسول ہمیشہ جس کی رہبری کررہا ہو اس پروقار اور باکردار شخصیت کا نام تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ ہے ۔جنہیں اکابر محبتوں کی نظروں سے دیکھیں ،معاصر احترام بجالائیں اور اور اصاغر برکتوں کے لیے قدموں میں بیٹھ جائیں اس عالم ربانی کا نام حضور تاج الشریعہ ہے۔دعا ہے مولیٰ کریم ان کی تربت پر اپنی رحمت و فیضان کی بارش برسائے اور ہم غلاموں کو ان کے چمکتے نقوش پر چلنے کی توفیق فرمائے۔

☆☆☆مظفر پور، بہار

حضور تاج الشریعہ آبروئے اہل سنت

قدرت جب کسی شخصیت کو عروج کمال تک پہونچانا چاہتی ہے تو اس کے گرد اپنی نوازشات کے گھیرے ڈال دیتی ہے اس خصوص میں ایک مبارک نام حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ہے .پڑھنے سے پڑھانے تک،تصنیف سے تالیف تک اور دعوت و تبلیغ سے ارشاد و ہدایت تک آپ کی پوری زندگی قرآن و سنت کے اجالوں سے منور ہے .اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو علم و فضل،مقبولیت و شہرت اور عزت و عظمت آپ کو بخشی .موجودہ خانقاہ کے کسی سجادہ نشین کو میسر نہیں آپ کا چہرہ اتنا پرنور، بارونق تھا جسے دیکھ کر خدا یاد آئے علم شریعت و طریقت کے ایسے مجمع بحرین کہ جو آتا اپنے ظرف کے اعتبار سے فیض پاتا شخصیت اس قدر بارعب کہ بڑے بڑے صاحبان فضل و کمال آپ کی بارگاہ میں سر جھکائے بیٹھے ہوتے تفسیر، حدیث، فقہ اور اس کے جزئیات پر اتنی گہری نظر تھی کہ جب بھی کوئی شرعی مسائل پر بحث ہوتی تو اپنی گفتگو کو باوزن کرنے کے لئے قرآنی آیات، احادیث کریمہ اور اقوال ائمہ پیش کرتے ہم نے انہیں بریلی شریف کے فقہی سمینار میں دیکھا کہ سیکڑوں علماء گھنٹوں بحث کے بعد کسی نتیجے پر نہیں پہونچتے حضرت کی مختصر سی گفتگو شرعی مسائل کو لمحوں میں سلجھادیتی مجھے ان کے درس بخاری میں شرکت کی سعادت میسر ہے پہلے عبارت پڑھواتے کہیں اعرابی غلطی ہوتی تو تنبیہ کرتے پھر اس عبارت کا نفیس انداز میں ترجمہ کرتے .تشریح بیان کرتے اور اس حدیث مبارکہ سے فقہ حنفی کے جس مسئلہ کی تائید ہوتی اس پر شرح و بسط کے ساتھ گفتگو فرماتے.الغرض حضرت کی ذات مرکز اوصاف کمالات تھی بظاہر وہ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا فیضان علمی اور روحانی بادل بن کر برس رہا ہے اور ہمیشہ برستا ہی رہے گا. ہمیں خوشی ہورہی ہے کہ دوماہی رضائے مدینہ جمشید پور حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر ایک وقیع نمبر شائع کرنے جارہا ہے میں مدیر محترم محقق رضویات حضرت علامہ مولانا عبدالمالک رضوی صاحب قبلہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں خدائے بزرگ و برتر نمبر کو قبول انام فرمائے .

محمد آل مصطفیٰ رضوی مرکزی مدرسہ رضائے مصطفیٰ محمد پور مبارک مظفر پور بہار

تاج الشریعہ کا عشق رسول

حاجی محمد بدرالدین☆

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں عالم اسلام کی ممتاز شخصیتوں میں ایک عظیم علمی اور روحانی عالم گیر شخصیت نبیرہ اعلیٰ حضرت حضورتاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری نور اللہ مرقدہ کا اسم گرامی نہایت بلند و متعارف ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے متعلق کون نہیں جانتا کہ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور ظاہر ہے کہ انہیں کے حسب و نسب سے تعلق رکھنے والے تاج الشریعہ کا کلام عشق رسول سے کیسے خالی رہ سکتا ہے۔ محبت و تڑپ کا ایک حسین امتزاج ان کے کلام میں ملتا ہے۔

محبت ایک ایسا لفظ ہے جو لغوی اور معنوی ہر دو اعتبار سے دل کشی، لطافت و سوز و گداز کا حامل ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قافلۂ حیات کی ساری ہما ہمی اسی سے ہے۔ اسی کے حلقہ دام میں آکر زندگی کو ذوق تمنا نصیب ہوتا ہے اور محبت ہی کی بدولت روح انسانی کو بقا کی منزل سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ محبت ہی سے آواز میں لوچ، بات میں شیرنی، چہرے پر حسن، رفتار میں انکساری اور کردار میں وسعت و پختگی ہوتی ہے۔ خطا کاروں کی خطائیں بخشنا گالیوں کا جواب دعاؤں سے دینا، غریبوں سے پیار کرنا، یتیموں سے حسن سلوک سے پیش آنا محتاجوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، مغرور اور تند مزاج لوگوں کے ساتھ بھی انکساری برتنا محبت ہی کے کرشمے ہیں۔ یہ محبت ہی ہے کہ ایمان اس کے بغیر کامل نہیں ہوتا اور عبادت اس کے بغیر ناقص و ادھوری رہتی ہے۔ یہ قلب کی قوت اور زندگی کے لیے شیریں چشمہ ہے۔ حضرت علامہ اختر رضا ازہری صاحب نے بھی اس رمز کو بخوبی محسوس کیا اور ''سفینۂ بخشش'' کے مطالعہ سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ ''حب نبی'' کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔

جہاں تک عقیدت کا سوال ہے تو بغیر عقیدہ کے عقیدت کی حد ممکن نہیں۔ بغیر عقیدت کے محبت کی انتہا ممکن نہیں۔ یہ اتنی باریک شئے ہے کہ جسے عام ذہن سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ دراصل یہ وہ سلسلہ جس کے زینے پر پاکباز دل ہی قدم رکھ سکتا ہے متزلزل ہونا دور کی بات ہے لغزش کا گمان بھی نہیں ہوتا جس کی زندہ مثال ''سفینۂ بخشش'' ہے۔ جس کی نمو کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، استاذ زمن علامہ حسن اور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری سے بے انتہا عقیدت و احترام ایک لازمی عنصر ہے۔ اگر یہ جذبہ موجزن نہ ہوتو پھر ایسے اشعار کی امید ہی نہیں کی جاسکتی یہی وہ نورانی سلسلہ ہے جو در شاہ امم صلی اللہ علیہ وسلم پر لا کھڑا کرتا ہے۔

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا
آسماں تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے سے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں

ان اشعار کی روشنی میں یہ حقیقت جسے ہم محبوبیت کہتے ہیں کھلتی ہوئی نظر آتی ہے بغیر اندرونی ضرب کے یہ کیفیت جو ہمیشہ پوشیدہ رہتی ہے ممکن نہیں کہ عیاں ہو جائے۔ اگر یہ حقیقت نہیں تو پھر درجناں کا تصور یا قربت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کے کلام کا سرمایہ ''سفینۂ بخشش'' ایک ایسی روداد عشق ہے جس میں ذہن کم، دل زیادہ بولتا اور سنتا ہے ذہن کا بولنا ایک منطقی پہلو ہے جب کہ دل کا بولنا عشق کی وہ منزل ہے جہاں سے اللہ والوں کی شروعات ہوتی ہے۔

درجناں یہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آگے جنازے پہ تماشائی ہو

دراصل اس طرح کے تخلیقی عمل کا تعلق منطق سے پرے رگ جاں کی قربت سے ہوتا ہے جو حقیقی آئینہ ہوتا ہے جس میں فنا و بقا کی صورتیں عیاں ہوتی ہیں۔ درجناں پر فدا ہونے والوں کے لیے موت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ یہاں موت میں زندگی پنہا ہوتی ہے جسے بقا کہا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی شکل فنا جیسی ہوتی ہے لیکن پس فنا بقا ہی بقا کی صورت مضمر ہوتی ہے۔ یہ رمز جابجا ''سفینۂ بخشش'' کے اوراق پر پھیلا نظر آتا ہے۔

تم سے کوہ صحرا تم سے یہ گلستاں
تم بقائے خلقت، یارسول اللہ

یہ کیفیت آگے چل کر کیفیت تجسس کہلاتی ہے اور تجسس کا مزہ شدت کیفیت میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ کیفیت فقراء کی نظر میں کیفیت امین کہلاتی ہے۔ اگر یہ کیفت نہ ہو تو پھر شدت کیفیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ یہ کیفیت شاعر کے اپنے تیور کو بھی ظاہر کرتی ہے جیسا کہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کے اشعار سے ظاہر ہے۔

ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت
دکھا پرواز کے جو ہر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

یہاں علامہ اختر رضا خاں صاحب نے جس طرح اپنے روحانی تیور کو بروئے کار لا کر دل کا گھر استعمال کیا وہ دراصل فنا کی رہگزر کی ابتدائی صدا ہے اور حاصل مقصد بھی یہی علامہ کی شاعری کی شناخت ہے۔ بالخصوص زبان و بیان کے معاملے میں علامہ کی یہی فکر کا خاصہ روح کی سرگوشیوں کی وہ صدا ہے جسے سن کر ذہن و دل یکساں نم دیدگی کے سرمائے سے نہ صرف آشنا ہوتے ہیں بلکہ متاثر بھی ہوتے ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیباں
چلی آ کھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے کسی ہے
اب پس مرگ ابھرتے ہیں یہ دیرینہ نقوش
ہم فنا ہو کے بھی ہستی کا نشاں دیتے ہیں

ان تمام اشعار کے باوجود علامہ کا فکری کینوس اتنا وسیع اور جامع ہے کہ قاری مطالعہ کے بعد بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ فکری تلنک اتنی وسیع ہے کہ اشارے و کنائے کا کینوس پیش کرتی ہے اور وہ بھی سہل ممتنع ہے۔ حسب ذیل مطلع سیدنا امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں کہا گیا ہے۔ مطلع اگرچہ حضرت امام حسین کی شان میں کہا گیا ہے لیکن ایسی تمام ہستیاں جو پروردگار کی پسندیدہ ہیں۔ ان کی شان میں بھی ضم ہو سکتا ہے۔ یہی تعدد جہتی کا وصف علامہ کی فکری اساس ہے۔

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

اخیر میں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے متعلق علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری کی منقبت کے اس شعر پر خامہ فرسائی بند کر رہا ہوں کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔

ہم زیر آسماں انہیں یوں دیکھتے رہے
وہ کب کے آسماں کے پرے خلد میں گئے

☆ایڈوکیٹ ہائی کورٹ، کلکتہ ☆ بشکریہ: تجلیات تاج الشریعہ، کولکاتا

حضور تاج الشریعہ اور تبلیغی دوروں کی جھلک

محمد مبشر الاسلام نوری☆

جانشین مفتی اعظم ہند گلشن اعلیٰ حضرت کے گل سرسبد، رہبر شریعت وطریقت، تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان (ولادت ۱۹۴۳ء وفات ۲۰۱۸ء) کو خالق کائنات نے بے شمار فضائل وخصائل اور محاسن وکمالات سے نوازا تھا۔ اگر ایک طرف آپ عالم ربانی تھے تو دوسری طرف ایک فقیہ لاثانی بھی تھے، ایک طرف بہترین مصنف ومؤلف تھے تو دوسری طرف ایک باکمال مترجم بھی، ایک طرف علم وفضل فکر وآگہی کے بحر ذخار تھے تو دوسری طرف تقویٰ وطہارت، زہد واتقا اخلاص وللہیت کے حسین پیکر تھے۔ ایک طرف نکتہ سنج خطیب تھے تو دوسری طرف شعر وسخن کے شہشاہ بھی۔

حضور تاج الشریعہ ایک پاکیزہ مذہبی ملی وعلمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ روحانی پیشوا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں ان کے اندر جمع کردی تھیں۔ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ:

ليس على الله بمستنكر۔ان يجمع العالم فى واحد

آپ نے صرف برصغیر ہندوپاک ہی نہیں بلکہ براعظم الشیا، یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دور دراز ملکوں میں رشد وہدایت، دعوت وارشاد کا دینی فریضہ انجام دیا۔ ان کی پوری زندگی تبلیغ دین متین، اشاعت سنیت، اصلاح نفوس، احقاق حق، ابطال باطل، وحدت تعلق، اور استقامت وعزیمت کی منہ بولتی تصویر تھی۔ زندگی کا بیشتر حصہ دعوتی اسفار میں گیا۔ انہوں نے مجدد اسلام امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز (ولادت: ۱۸۵۶ء وفات ۱۹۲۱ء) کے پیغام عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیم اور تبلیغ دین میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا۔ الغرض یہ کہ آپ نے خانوادۂ رضویت کی ڈیڑھ سوسالہ علمی وروحانی قیادت وسیادت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں آپ کا ایک علمی مقام ہے اور ساری دنیا کو اس کا اعتراف بھی ہے۔ ہندو بیرون ہند آپ کے مریدوں کی تعداد تقریباً ۴؍کروڑ بتائی جاتی ہے جس میں علما وفضلائے عرب وعجم کی ایک بڑی تعداد ہے۔

سچ کہا ہے کہنے والے نے

این سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشند

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ حضور نے صرف بڑے شہروں اور دور دراز ملکوں کو دعوت وارشاد کے لیے ترجیح دی۔ آپ کے روحانی وعرفانی فیضان سے ہر علاقہ فیض یافتہ ہے ہر خطہ مالامال ہے۔ سنتھال پرگنہ کے کئی علاقوں میں آپ کی تشریف آوری ہوتی ہے۔ بقول مولانا الحاج محمد فاروق رضوی ہیڈ ماسٹر اردو اسکول خلاصی محلّہ دھوپور ۱۹۹۰ء میں حضرت نے مدھوپور، کا دورہ فرمایا مدھوپور سے تقریباً ۱۲؍کیلومیٹر دور لوادہ گاؤں میں ایک عظیم الشان اجلاس میں آپ نے شرکت کی تھی۔ مولانا کا بیان ہے کہ ۱۹۹۰ء میں لگاتار ۱۰؍دنوں تک بہار کا تبلیغی دورہ تھا جو کئی اضلاع کو محیط تھا۔ اچانک آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی جس کی وجہ سے ۹؍پروگراموں کو ملتوی کردیا گیا۔ ۱۰؍پروگرام سے قبل بحمدہ تعالیٰ طبیعت بحال ہوگئی آپ نے اچانک خادم کو حکم دیا کہ مدھوپور کے لیے رخت سفر باندھو، اور پھر کیا تھا بغیر اتر پردیش کے بریلی سے مغل سرائے، وہاں سے پٹنہ اور پٹنہ سے پھر ٹرین تبدیل کر کے مدھوپور پہنچے موبائل کا دور نہیں تھا کوئی پتہ نہیں تھا کہ کہاں تک

آمد ہوئی ہے PNT سے بریلی رابطہ ہوا تو معلوم ہوا کہ مدھوپر کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔اسٹیشن پر انتظار کر کے جلسہ والے جا چکے تھے۔آپ مدھوپور اترے جگہ نئی تھی اسٹیشن ماسٹر نے آپ کو ایک کمرہ میں بیٹھایا اور کافی ادب کیا۔آپ بذریعہ رکشہ ایک مسجد میں گئے پھر وہاں سے لوگ جلسہ گاہ میں لے کر چلے گئے۔اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ نے مدھوپور تک کا سفر کتنی صعوبتوں اور مشقتوں کے ساتھ کیا ہوگا۔آپ نے خندہ پیشانی سے مشکلات سفر کو برداشت کیا۔یقیناً بڑوں کی بات نرالی ہوتی ہے۔

میں نے متعدد مرتبہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بہ چشم خود دیکھا ہے کہ حضرت کی آمد پر کس طرح بندگان خدا اور دیوانوں و فرزانوں کا ہجوم ان کے جلوۂ زیبا اور نورانی صورت کی ایک جھلک پانے کے لیے بے چین و بے قرار ہو جاتا تھا۔فرش راہ بن جایا کرتا تھا دیکھتے ہی دیکھتے بندگان خدا کا بڑا مجمع لگ جاتا تھا چاہیئے نئی جگہ ہو کہ پرانی کسی بھی پیر طریقت کی آمد پر میں نے اتنا جوش وخروش دیوانگی اور جنون نہیں دیکھا جتنا آپ کی آمد پر۔

آپ کے وصال سے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو عالمی طور پر جو خسارہ ہوا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ماحول سونا سونا لگ رہا ہے، محفل اہل سنت بے رونق ہو کر رہ گئی ،گلستاں اجڑا اجڑا محسوس ہو رہا ہے ،اس نورانی پیکر جمیل کی کمی شدت سے کھل رہی ہے ،ہر سنی مسلمان آپ کی وفات حسرت آیات سے غم زدہ ،افسردہ ،فکر منداور اداس ہے، سچ ہے، **موت العالم موت العالم**۔عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے۔

آج اگر چہ آپ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی علمی وقلمی خدمات اور روحانی فیضان تا ابد الآباد اہل عشق وایماں فیضیاب کرتا رہے گا۔ان کے کردار عمل ،اخلاق ،اخلاص رشدوہدایت ،پاک بازی وپارسائی ،ایثار وقربانی ،استقلال وعزیمت ،تقویٰ وطہارت ،حق گوئی ،حق شناسی ،حق آگاہی ،خداترسی ،انسان دوستی کی روشنی سے ایک جہاں ضیابار اور تاب ناک ہوتا رہے گا۔ان کی خدمات جلیلہ کے ان مٹ نقوش مسافران راہ وفا ومحبت کے لیے نشان منزل ثابت ہوں گے۔

یہ جان کر بے پناہ مسرت و بہجت حاصل ہوئی کہ عرس چہلم کے مسعود موقع پر ہمارے رفیق درس اور مخلص دوست مفتی عبد المالک مصباحی زید علم وفضلہ ''**رضائے مدینہ**'' کا خصوصی ایڈیشن شائع کرنے جارہے ہیں۔اس مجاہدانہ ومخلصانہ اقدام کے لیے ناچیز صحیح قلب سے ان کو مبارک باد کا خوبصورت گلدستہ پیش کرتا ہے۔

☆مدھوپور جھارکھنڈ

(صفحہ نمبر ۶۱ کا باقی)

کے ساتھ دین اسلام کی خدمت میں کوشاں رہنے والے جذبے سے سرشار ایک قابل قدر اور لائق ذکر ٹیم بھی تیار فرمائی ،بذات خود کئی اردو کتب کی تعریب اور کئی عربی کتب اردو میں نقل فرمائی ،اور یہ عربی تراجم عرب میں مقبول ٹھہرے اور متعدد عرب ممالک سے شائع بھی ہوئے۔اجداد کے سلسلہ افتا کو بھی آگے بڑھایا اور فتاویٰ تاج الشریعہ کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل فتاویٰ بھی آپ کے منصب افتا کے ایک عظیم شاہسوار کا پتہ دیتا ہے۔بلا شبہ آپ اعلیٰ حضرت کے افکار،علوم اور کردار کے امین و پاسبان تھے۔

حضور تاج الشریعہ دنیا بھر کے تمام علما و مشائخ اور اسلامی اسکالر کی نگاہ میں یکساں مقبول تھے سبھوں نے اپنے اپنے طور پر حضور والا کی علمی وادبی شخصیت کا اعتراف کیا ہے میں نے یہ چند اسمائے گرامی نمونے کے طور پر پیش کیا ہے ورنہ ایسے کئی نامور علماء ومشائخ ہیں جن کا شمار کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کا روحانی فیض ہم سب پر جاری وساری فرما۔آمین ثم آمین

محمد فیضان رضا رضوی سیتامڑھی بہار

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور تاج الشریعہ: نادرِ زمن ہستی

غلام مصطفیٰ نوری ☆

اللہ اللہ! کردار ایسا روشن و تابناک کہ طبیعتیں کھل اُٹھتی ہیں۔ پرنور چہرے پر جمالیات کا پہرہ ہوتا ہے۔ نگاہیں ایسی کہ جن پر پڑ جائے دل کی دنیا بدل جائے۔ شباہت ایسی کہ مفتی اعظم کا پیکر دل پذیر یاد آجائے۔ ہم نے مفتی اعظم کو نہیں دیکھا لیکن ان کے جانشین کو دیکھا ہے؛ جن کی ذات مظہر مفتی اعظم ہے؛ اور جن کی یاد آتی ہے تو دل کی کلیاں کھل اُٹھتی ہیں۔ اللہ اللہ! حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری کی ذات اس قدر محبوب کیوں بن گئی ہے۔ ہاں! سبب ہے کچھ اس کا۔ وہ ہے شریعت پر استقامت اور اس مصطفیٰ جان رحمت ﷺ پر عمل اور ظاہر و باطن، کردار و عمل کی یک رنگی۔ جس نے ان کی ذات کو چہار دانگ عالم میں مقبول بنا دیا ہے اور ان کا ذکر ہر بزم میں محبت و عشق کی ایک جوت جگا دیتا ہے وہ سراپا عشق ہیں کیوں کہ ان کے عشق کا محور ذات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس عشق کی ملاحت نے انھیں دنیا کی طلب سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سچ ہے محبت رحمت عالم ﷺ میں بڑی کشش ہے اور عظیم کامیابی۔

عجب چیز ہے لذت آشنائی | دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

حضور تاج الشریعہ کی ذات مرجع العلما ہے۔ ان کا سراپا دل آویز ہے۔ ان کا کردار بڑا تابندہ و مثالی ہے۔ وہ جس جگہ جاتے تھے؛ عقیدے کی سلامتی کا پیغام دیتے تھے۔ دل کے رشتے بارگاہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جوڑ دیتے تھے۔ اور پھر نگاہوں کا قبلہ بدل جاتا تھا افکار دَمک اُٹھتے تھے۔ عشق ہی عشق نظر آتا تھا۔ آپ کے دیدار کی برکت سے ایمان و ایقان ایسا پختہ ہو جاتا کہ زباں پر آپ کا یہ شعر دل کی کیفیت کا پتہ دیتا ہے۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

راقم نے علما کے جلوے دیکھے، لیکن حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری جیسا متقی نہ دیکھا۔ راقم نے مفتیان کرام دیکھے لیکن آپ کے جیسا محتاط نہ پایا۔ محبّ دیکھے لیکن عشق و عرفان کی جس بلندی پر آپ فائز ہیں؛ وہ منفرد ہے۔ آپ مقبول ہیں مگر یہ مقبولیت وہ نہیں جو مول لی جائے بلکہ یہ تو عطائے ایزدی ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ مقبول بنا دے، اس کی عظمت کو کون کم کر سکتا ہے۔ جس پر رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت خاص ہو؛ اسے جہاں کی باطل قوتیں کیسے اسیرِ گردش دوراں کر سکتی ہیں۔ ان کے نقوشِ دل آویز کو دلوں کی بزم تاباں سے کیسے مٹایا جا سکتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ جہاں جاتے دین پر استقامت کا درس دیتے۔ ہاں ایمان ہی تو بڑی چیز ہے اگر یہ نہ رہا تو زندہ رہ کر بھی انسان مردہ اور ناکارہ ہے۔ ایمان سے ہی حسن آدمیت ہے... وہ ایمان والا کیسے ہو سکتا ہے! جو بارگاہِ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بے ادبی و توہین کی جسارت کرتا ہو۔ اسی وجہ سے آپ جہاں جاتے؛ ایسے رہزنوں سے بچنے کی تلقین فرماتے جو ایمان کی تاک میں ہیں۔ ایسے افراد سے اتحاد کی ممانعت سختی سے کرتے؛ جن کی صحبت میں عقیدے کا خسارہ ہو، نقصان کا اندیشہ ہو۔

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری کا پیغام ہے کہ اللہ و رسول کی شان عظمت میں جسے جراءت کرتا دیکھو اس سے دور ہو جاؤ اور جو عاشق رسول ہے؛ اسے گلے لگاؤ۔

حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ کلام کیف و سرور کو بڑھا دیتا ہے اور ایسے اشعار بھی درِ دل پر دستک دے کر ذہن کے تار کو متحرک کر

دیتے ہیں اور محبت کا نصیبہ بیدار ہو جاتا ہے

گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو

درد الفت میں دے مزا ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

اسی بے قراری اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والفت کی قندیل فروزاں کیے حضور تاج الشریعہ ۷/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/۲۲/ جولائی ۲۰۱۸ءکو واصلِ حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس کی نگاہوں میں خاک حجاز کا سرمہ ہو اس کو باطل کی چیرہ دستیاں کس طرح بھلا لرزہ براندام کرسکتی ہیں۔ جسے محبوب کی محبت و عشق کا درد ہو؛ اسے حوادث وفتن کس طرح مبتلائے آلام بنا سکتے ہیں۔ جس کا دل محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں کھویا ہو اور اسی میں اسے راحت میسر ہو اس کے قلبِ روشن کو کون مضمحل کرسکتا ہے! اور جب دل کی دنیا طیبہ کی ثنا سے آباد ہو تو کوئی اسے پژمردہ نہیں کرسکتا؛ ایسے عاشق صادق کی نگاہوں میں شفق کا حسن نہیں بس سکتا اور چمن کی جلوہ آرائی اس کی نگاہوں کو اپنا اسیر نہیں بنا سکتی ہے، تو جب اس گام پر کوئی شخصیت مطلع انوار نظر آتی ہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ہے؛ جن کی فکر وبصیرت نے کتنے آزردہ دلوں اور شوریدہ فکروں کو گنبد خضرا کی بہاروں کا مشتاق بنا دیا۔ وہ سر جس میں ہوا و ہوس کا سودا سمایا تھا اس میں ایک انقلاب کا سماں پیدا کر دیا۔ یادِ شہ بطحا نے دل ودماغ کو روشن کر دیا۔

نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

بندہ جب اللہ کا ہو جاتا ہے تو مخلوق اس کی شان ورفعت کی قائل ہو جاتی ہے اور اس کی طرف مائل۔ ہم نے دیکھا کہ جب حضور تاج الشریعہ کسی بزم میں پہنچ جاتے تو پروانے ٹوٹ ٹوٹ پڑتے، دل فدا ہو جاتے تھے۔ سچ ہے جو شریعت کے اصولوں کا عامل ہو جاتا ہے مخلوق اس کی تعظیم میں عجلت کرتی ہے اور لوگ پروانہ وار اس کی دید کو امڈ پڑتے ہیں اور یہ شہرت وعطا تو اس بارگاہ کی ہے جہاں دل کا حال کھلا ہوا ہے اور جہاں جود وعطا کے دھارے چلتے ہیں، امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

ترجمہ: آپ تازگی میں کلی کی مانند ہیں، اوج ورفعت میں ماہ کامل کے مثل، جود وسخا میں سمندر کی طرح، اور عزم وحوصلہ میں زمانہ کی مانند ہیں۔

جسے بارگاہ رسالت سے عطا ونوازش کا وافر حصہ ملا اس کی شان دوبالا ہوگی ہی، اس کی رفعت وبلندی کے ترانے گنگنائے جائیں گے۔ آج جو شہرت ودوام حضور تاج الشریعہ کو حاصل ہے یہ وہ نہیں کہ جسے گھٹایا جائے یا اس میں کوئی کمی آجائے بلکہ یہ تو عطائے خاص ہے اب اس پر کوئی چاہے تو مبتلائے رنج ہو اور کوئی مسرور۔

☆ نوری مشن مالیگاوں

حضور تاج الشریعہ: اصحاب فضل و کمال کی نظر میں

مرتبین: مولانا شاہد القادری، کولکا تا۔ مولانا ریحان انجم مصباحی۔ فیضان رضا سیتامڑھی

حضور تاج الشریعہ: علما، مشائخ وسادات عرب کی نظر میں

عالم اسلام کی عبقری شخصیت وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم، چشم و چراغ حضور مفسر اعظم ہند، مرجع العلما و الفقہا، فقیہ اسلام، شیخ الاسلام والمسلمین، امیر اھل سنت، ، فخر ازھر، تاج الشریعہ علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی (ازہری میاں) علیہ الرحمہ

کی ذات محتاجِ تعارف نہیں ہے آپ اعلی حضرت علیہ الرّحمہ کے علوم کے سچے وارث اور مفتی اعظم ہند علیہ الرّحمہ کے سچے جانشین ہیں اور اس وقت برصغیر ہند و پاک کی سب سے بڑی علمی روحانی اور مرکزی شخصیت حضور تاج الشریعہ کی رہی ہے۔

علم وعمل، زہد و تقویٰ، خلوص وللہیت پاسدارء شرع میں آپ اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں

آپ علیہ الرحمہ کی شخصیت اتنی جامع، باوقار اور عظیم ہے کہ عوام تو عوام عصر حاضر کے جید علماء کرام، مفتیان عظام، مشائخ عظام، محدثین، خطبا، مقررین، مصنّفین، ادیب، محققین، مناظرین آپ سے تعلق ونسبت رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور آپ علیہ الرحمہ کے وجود کو عالم اسلام کے لیے غنیمت سمجھتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا ہر ایک لمحہ مسلک اہل سنت (مسلک اعلیٰحضرت) کی ترویج واشاعت کے لیے وقف نظر آتا ہے۔۔

ایک طرف آپ علیہ الرحمہ نے تبلیغ وارشاد، دعوت واصلاح کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائی تو دوسری طرف افتا وقضا کے ذریعہ مسلمانوں کی کامل رہنمائی بھی فرمائی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علما کرام وسادات کرام کا ادب واحترام فرماتے یہی وجہ ہے کہ سادات کرام بھی آپ سے بے پناہ محبت فرماتے ہیں آپ کو اپنا قائد وپیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل چند علما و مشائخ وسادات کرام کے اقوال و تاثرات پیش کیے جارہے ہے جن سے حضور تاج الشریعہ کی عظمت وبلند مرتبیت کا پتہ چلتا ہے قارئین ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔

محدث مکۃ المکرّمہ شیخ سید محمد بن علوی عباسی مالکی

آپ نے حضور تاج الشریعہ کو محدث حنفی، محدث عظیم، عالم کبیر وغیرہ القاب کے ساتھ یاد کیا- اور اپنی ایک تقریر میں فرمایا ہے کہ میں حضرت تاج الشریعہ کو اس مقام پہ فائز محسوس کرتا ہوں جس سے الفاظ اور حروف کی تعبیر آشنا نہیں- (تجلیات تاج الشریعہ ص:594)

شیخ جمیل بن عارف حسینی شافعی فلیسطین

حضور تاج الشریعہ کی ذات وہ ذات ہے کہ ان کے توسل سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرمائے گا۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضور تاج الشریعہ کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین، عارف باللہ، شیخ الکامل جیسے القاب کا استعمال کئے۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:595)

شہزادہ حضور غوثِ اعظم ڈاکٹر عبدالعزیز الخطیب حفظہ اللہ دمشق (شام)

''میں نے تمنا کی تھی آرزو کی تھی اے کاش آنے والے ان تمام صوفیاء کرام کی سرپرستی فرماتے العلامہ مفتی الامام الشیخ اختر رضا خاں الہندی حفظہ اللہ'' لیکن وہ اپنی مصروفیت اور دیگر مشکلات کے سبب نہ آسکے انکا فیض ہم پر جاری ہے اور انکے فیض کی یہ برکت ہے کہ آج یہ اکابر اجلا صوفیا اتقیا حسنی حسینی شہزادے آپ کے سامنے ہیں۔(اقتباس بیان بموقع انٹرنیشنل صوفی کانفرنس)

الشیخ محمد عمر بن سلیم المہدی الدباغ مدظلہ بغداد شریف

آپ تاج الشریعہ وصدر العلماء کی تعریف توصیف بڑی عقیدت مندانہ انداز میں فرماتے تھے شیخ صاحب نے حضرت کی شان میں عربی میں منقبت بھی لکھی آپ نے حضور تاج الشریعہ سے سند الحدیث و الافتاء اور اجازت و خلافت لی۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:595)

منجانب: مولانا شاہد القادری، کولکاتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کے علم وعرفان اور فضل کمال کا اعتراف دنیائے اسلام کو ہے۔یہی وجہ تھی کہ بعد وصال اپنے بیگانے سبھوں نے غم کے ساتھ آپ کی گوناگوں خوبیوں کا برملا اظہار کیا؛

بھلا کہے جسے دنیا اسے بھلا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو

طوالت کے خوف سے میں اپنی باتوں کو مدلل کرنے کے لیے چند ممتاز شخصیتوں کے اظہار خیالات کو نذر قارئین کرتا ہوں ۔جس سے آپ بخوبی حضور تاج الشریعہ کی عظمت ورفعت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(۱)امین ملت پروفیسر سید امین میاں قادری سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت، قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری میاں کل وصال فرما گئے۔

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پہ ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ممکن حضرت والا کا خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے پانچ پشتوں سے تعلق ہے۔والد ماجد حضور احسن العلما علیہ الرحمۃ نے ازہری میاں کو سلاسل طریقت خلافت واجازت سے نوازا تھا(داستان غم صفحہ ۱۶۸)

(۲)رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر برکاتی نوری صاحب قبلہ، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ

مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی اختر رضا خاں معروف بہ ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔جس سے علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا ازہری میاں ان عظیم شخصیات میں سے ایک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا۔آپ عظیم فقیہ، محقق اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے سچے وارث تھے۔آپ کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے آپ مارہرہ مطہرہ کے افکار ونظریات کے بے باک ترجمان اور مفتی اعظم ہند کی علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین وجانشین تھے۔

(۳)شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی اشرف الجیلانی سجادہ نشین محدث اعظم ہند کچھوچھہ

معتمد ذرائع سے افسردہ خبر ملی کہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے عالم اسلام کے مشہور ومعروف عالم دین مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے۔''انا للہ وانا الیہ راجعون''

مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی اور روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا ۔ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔(داستان غم صفحہ ۱۶۹)

(۴)عالم عرب وعجم علامہ شیخ ابو بکر احمد ملباری ،بانی

مرکز الثقافۃ السنیۃ کیرلا

اسلامی دنیا میں تاج الشریعہ سے بڑا کوئی مذہبی رہنما نہیں ہو سکتا وہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے لیے پوری دنیا میں جانے جاتے تھے ان کے وصال سے دکھی بھارت کے لاکھوں مرید غم زدہ ہیں ۔(داستان غم صفحہ ۵۴)

(۵)عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ عزیزی ،سربراہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

خانوادہ اعلیٰ حضرت کے روشن چراغ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت انتہائی متاثر کن تھی جو بھی آپ پر نظر ڈالتا وہ ان کا دیوانہ ہوجاتا ۔یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ان کے لاکھوں عقیدت مند پھیلے ہوئے ہیں حضرت کی شخصیت ہمارے لیے مشعل راہ کا کام کرتی تھی لیکن افسوس کہ آج وہ مشعل بجھ گئی جس سے یہاں تاریکی پھیل گئی ۔(روزنامہ راشٹریہ مہارا گورکھپور۲۲؍جولائی ۲۰۱۸ء)

(۶)مفتی محمد مکرم احمد شاہی امام مسجد فتح پوردہلی

حضرت تاج الشریعہ عظیم علمی وروحانی شخصیت کے حامل تھے ،وہ اعلیٰ حضرت کے علوم کے سچے وارث اور مفتی اعظم ہند کے باوقار جانشین تھے ۱۹۸۱ء میں مفتی اعظم ہند کے وصال کے بعد ملی قیادت کے خلا کو انہوں نے بخوبی پر کیا۔ان کے انتقال سے ملت اسلامی عظیم عالم اور قائد سے محروم ہوگئی ۔(روزنامہ دہلی ۲۲؍جولائی ۲۰۱۸ء)

(۷)خیرالاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ،ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان ،ایک شہر یا ایک ملک کا نہیں ؛ بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے ۔(داستان غم صفحہ ۴۷)

(۸)پیر طریقت حضرت علامہ سید کمیل اشرف اشرفی جیلانی ،کچھوچھہ شریف

حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب بہت سی خوبیوں کے جامع تھے ،حق گوئی اور خودداری میں اپنی مثال تھے ایسے لوگ دنیا میں بڑی تلاش کے بعد ملتے ہیں چمنستان اہل سنت وجماعت میں وہ ایک گلدستے مانند تھے جس میں بہت سے پھول موجود تھے ۔ایک جانب اگر گلشن شریعت کے پھول تھے تو دوسری جانب گلشن طریقت کے بھی پھول تھے جس کی ایک ایک پتی کتاب حیات کا پرسبق ورق تھی ۔ان کی زبان پر جو کلمات ہوتے تھے وہی ان کے دل میں ہوتے اور جوان کے دل میں ہوتے تھے وہی ان کی زبان پر ہوتے تھے ۔ان میں ایسی خودداری تھی کہ کسی کے باتوں میں آنے والے نہیں تھے اسی سلسلے میں مجھے دو اشعار یاد آرہا ہے جو مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب کی زندگی کا آئینہ دار ہے؛

دل ہمارا غیرت قومی کو کھو سکتا نہیں
ہم کسی کے سامنے جھک جائیں ہوسکتا نہیں
راہ خوداری سے مرکر بھی بھٹک سکتے نہیں
ٹوٹ تو سکتے ہیں لیکن ہم جھک سکتے نہیں

(داستان غم صفحہ ۱۸۴)

(۹) قائد ملت اسلامیہ جناب رجب طیب اردغان ،صدر جمہوریہ ترکی

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حفید تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں کو اللہ اپنے جوارے رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اوران کے درجات کو بلند فرمائے۔

(داستان غم صفحہ ۲۵۵)

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ان علمائے مشائخ ،محدثین ،محققین ،مفسرین نے تعریف وتوصیف اور مدحت سرائی فرمائی ہیں ،جن میں اکثر علم وفضل کے جبل شامخ ،عرفان وآگہی کے آفتاب وماہتاب ہیں بعض تدریس وتفہیم کے بادشاہ تو بعض محقق ولسان کے ماہر وحاذق ،کوئی بحر فقہ وفتاویٰ کے شناور تو کوئی فنون وادب کا تاجور تو کوئی قلم وارشاد کا دریا ہے تو کوئی دعوت وہدایت کا شاہکار۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اب میں حضورتاج الشریعہ کی تعریف وتوصیف اور مدحت سرائی کرنے والے ارباب علم ودانش کا نام لے کر بیان کرتا ہوں:

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی نظر میں۔

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ حضورتاج الشریعہ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضاخاں علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد حضرت مرشدگرامی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جومقبولیت وہردلعزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔(تجلیات تاج الشریعہ ۶۸)

امین شریعت مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مفتی عبدالواجد نیر قادری فرماتے ہیں۔

حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند اور مفسر اعظم ہند کے دربار کے بڑے مقرب تھے اسی وجہ سے آپ کو خانوادہ کے فرزند کے ساتھ رہنے کا بڑا اتفاق ہوا،حضورتاج الشریعہ کو وہ بچپن سے جانتے تھے اور بڑی الفت ومحبت بھی فرمایا کرتے تھے حضرت کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ وہ بالکل اپنے بزرگوں کے نقش قدم ہیں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کررہے ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ۵۶)

ممتاز الفقہا محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی

حضور محدث کبیر اپنے والدگرامی کی طرح بریلی شریف سے گہرا عقیدت ومحبت رکھتے ہیں بالخصوص حضورتاج الشریعہ سے آپ کو انتہائی لگاؤ تھا آپ حضور مرشدگرامی کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشفق استاد سے کم درجہ نہیں رکھتے۔

حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی پورنوی

حضرت مفتی صاحب قبلہ حضورتاج الشریعہ کے خلیفہ ہیں آپ نے بھی حضرت کو وقت کا پیر کامل اور فقیہ اعظم تحریر کیا حضرت کے وصال فرمانے کے بعد آپ نے حضورتاج الشریعہ کا یہ شعر:

دیکھنے والوں جی بھرکر دیکھ لیں
کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیئے

پڑھا اور فرمایا کہ شعر کے پہلے مصرع پر تو او پرا و پر سب نے عمل کیا ان کے ظاہری کو خوب دیکھا مگر اندر جھانکنے کی کوشش بہت کم لوگوں نے کیا۔وہ کیا تھے اور کیسے تھے،کاش ان پر حاشیہ نشینوں کے اپنی ذاتی سفادات کا حجاب نہ ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں کھلی آنکھوں سے بھی دیکھتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کی علم وروحانی آستانوں کے کیسے عظیم وارث وامین تھے۔داستان غم ۱۶۵ انقلاب ۲۰

علامہ یاسین اختر مصباحی صاحب قبلہ

حضرت علامہ صاحب قبلہ بھی تاج الشریعہ سے بڑی عمدہ عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں،حضرت تاج الشریعہ خانوادۂ رضویہ میں افکار رضا،علوم رضا اور کردار رضا کے امین وپاسبان تھے۔انقلاب نئی دہلی ۲۰/جولائی ۲۰۱۸

حضرت علامہ ومولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب قبلہ پاکستانی کی نظر میں

حضرت سعیدی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے اس سلسلہ عشق ومحبت اور طریقۂ رشد وہدایت کو مزید وسعت بخشی اور کئی علمی وفکری مراکز قائم فرمائے۔آپ نے تدریسی میدان میں ہی اس مرکز کو ترقی نہیں عطا کی بلکہ تصنیفی وتحقیقی میدان میں خود بھی کئی معرکے سرکیے اور اس کے لیے اپنے اجداد کے انداز میں ایک عظیم الشان،مستعد محنتی شبانہ روز اخلاص (باقی صفحہ نمبر ۵۵ پر)

وہ کیا گیے کہ رونق محفل چلی گئی

مفتی محمد مرتضیٰ رضوی مصباحی☆

۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء، بروز جمعۃ المبارکہ غم واندوہ سے بھری یہ خبر جیسے ہی ملی، فوراً ہم نے اپنے دوسرے احباب سے فون پر ربط کیا۔ جس میں یہ تصدیق ہوگئی کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم اب نہ رہے۔ یعنی ہم ایک شخصیت ہی نہیں بلکہ ان کے دامن سے وابستہ ان اوصاف سے بھی محروم ہوگئے جن سے علم وعقائد میں پختگی ملتی رہی اور سنّیت کے استحکام کو فروغ ملتا رہا۔ کچھ دیر کے لئے سکتہ طاری ہوا پھر انا للہ و انا الیہ راجعون کا ورد کرنے کے بعد ہم نے علم وعمل کے اس کوہ گراں شخصیت کے جنازہ میں شرکت کیلئے بریلی شریف جانے کی تیاری شروع کردی۔

اور پھر ہم لوگ جنازہ میں شرکت کی سعادت سے مستفیض ہوے۔

مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہٗ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف حق تو یہ ہے کہ جو ان کے دامن کرم سے وابستہ ہوگیا ہے دنیا انھیں بھی اپنی آنکھوں کا سرمابنانے میں فخر محسوس کرتی ہے۔

اس حقیقت سے بھلا کون انکار کرسکتا ہے کہ سرکار تاج الشریعہ مجدد اعظم امام اہل سنت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند اور اپنے والد گرامی مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے سچے جانشین اور وارث تھے۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد آپ نے جس طرح مرکز اہل سنت بریلی شریف کی عظمت میں چار چاند لگایا وہ کسی ذی شعور اور بالغ نظر سے پوشیدہ نہیں۔

اللہ رب العزت نے آپ کو گوناں گوں خوبیوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ کیا علم وتحقیق کی دنیا اور کیا شعروادب کا میدان، کیا رشدو ہدایت کی مسند اور کیا دعوت وتبلیغ کی وادی جس سمت آپ نے عنان خیال موڑا حقائق ومعارف کے دھارے بہتے چلے گئے۔ جدید ترین اور پیچیدہ مسائل کی گتھیاں آپ اس طرح سلجھاتے کہ بڑے بڑے اصحاب افتا وقضا اور صاحبان جبہ و دستار انگشت بدنداں رہ جاتے۔ میرے اس دعویٰ کی صداقت و پشت پناہی کے لیے جہاں آپ کی درجنوں تصنیفات ہیں وہیں ہزاروں فتاویٰ موجود ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا وجود مسعود ملت اسلامیہ کے لیے گوہر نایاب کی حیثیت رکھتا تھا، آپ کے دنیا سے چلے جانے سے پوری ملت یتیم ہوگئی ہے۔ ہر طرف ایک سراسیمگی کا ماحول ہے۔ فکر ونظر درماندہ و پریشان ہے کہ اب ملت کی زلف برہم کون سنوارے گا؟ مسلک اعلیٰ حضرت کی بے لوث اور سچی ترجمانی کون کرے گا؟ فقہی اور مذہبی مسائل کی تحقیق وتنقیح کون کرے گا؟

حضور تاج الشریعہ کی ذات عصر حاضر میں عالم اسلام کے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ پوری دنیا سے لوگ اپنے دینی اور مذہبی معاملات میں آپ سے رجوع کیا کرتے تھے اور آپ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ان کی ضروریات کی تکمیل کیا کرتے تھے۔

حضور تاج الشریعہ صرف علمی دنیا ہی کے بے تاج بادشاہ نہ تھے بلکہ عملی دنیا کے بھی آپ شہسوار تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی زبان میں وہ تاثیر عطا فرمائی تھی کہ لاکھوں لوگ صرف جنبش لب سے شادکام اور بامراد ہوجایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور پر رحمت و انوار کی موسلا دھار بارشیں برسائے اور ہم پریشان حالوں کو آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆ناندیڑ مہاراشٹر

گلدستہ مناقب

بارگاہ مرشد عالم حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہٗ

نتیجہ فکر :
علامہ مفتی سید اولاد رسول قدسی مصباحی، امریکہ

اختر رضاخاں ازہری (برصنعت توشیح)

'ا'۔ اتقیا کی شان تھے اختر رضاخاں ازہری
اتقا کی جان تھے اختر رضا ازہری

'خ' خوگر احقاق حق تھے اور رضا کے فکر کی
خاص اک پہچان تھے اختر رضا ازہری

'ت' تابش چرخ مہارت نازش شعر وسخن
تحفۂ رحمان تھے اختر رضا ازہری

'ر' راستی سے تھی محبت کذب سے نفرت رہی
رہبر ذی شان تھے اختر رضا ازہری

'ر' رات دن فکر رضا کے نشر میں تھے مستعد
رہروایماں تھے اختر رضا ازہری

'ض' ضو نظر آتی تھی ان سے نسبت اسلاف کی
ضامن فیضان تھے اختر رضا ازہری

'ا' امر بالمعروف وہ تا زندگی کرتے رہے
امن کے ارمان تھے اختر رضا ازہری

'خ' خواب حضرت حجۃ الاسلام کی تعبیر تھے
خیر کے عنوان تھے اختر رضا ازہری

'ا' آسمان علم وفن کے نیر تاباں تھے وہ
آیت عرفان تھے اختر رضا ازہری

'ن' نت نئے مشکل مسائل ان سے حل ہوتے رہے
نظم اور میزان تھے اختر رضا ازہری

'ا' ابر رحمت ذات تھی ان کی برائے سنیت
اجر کے سامان تھے اختر رضا ازہری

'ز' زیر ہوکر رہ گئیں باطل کی ساری سازشیں
زندہ دل انسان تھے اختر رضا ازہری

'ہ' ہستی ان کی نعمت رب تھی ہمارے واسطے
ہدیۂ احسان تھے اختر رضا ازہری

'ر' راج کرتے تھے دلوں میں سیکڑوں انسان کے
رمز حق کی کان تھے اختر رضا ازہری

'ی' یاد ان کی کیسے جا سکتی ہے قدسی قلب سے
پاور ذیشان تھے اختر رضا ازہری

وہ تاج شریعت ہیں کہتا رہوں گا

وہ تاج شریعت ہیں کہتا رہوں گا
وہ ماہ طریقت ہیں کہتا رہوں گا
ہے کون ان کا ثانی کہاں ہے بتاؤ
وہ مینارِ عظمت ہیں کہتا رہوں گا
علوم رضا کے مسلم ہیں وارث
وہ بحر فقاہت ہیں کہتا رہوں گا
چمکتے رہے استقامت کے تارے
وہ بدر کرامت ہیں کہتا رہوں گا
کثیر ازدحام جنازہ ہے شاہد
وہ مہر سعادت ہیں کہتا رہوں گا
عبور ان کو حاصل تھا عربی زباں پر
وہ درِّ فصاحت ہیں کہتا رہوں گا
ہوئی ان سے پاکیزہ فکروں کی تعمیر
وہ معمار ملت ہیں کہتا رہوں گا
فدا ان پہ ہے مسلک اعلیٰ حضرت
وہ حقدار جنت ہیں کہتا رہوں گا
رہا نقش پائے نبی ان کا رہبر
وہ گلزار سنت ہیں کہتا رہوں گا
یونہی کوئی بنتا نہیں فخر ازہر
وہ کوہ مہارت ہیں کہتا رہوں گا
رہی سنیت کی بہاران سے قائم
وہ دیں کی امانت کہتا رہوں گا
نہیں بھول پائے گا ان کو زمانہ
وہ شہ کار سیرت ہیں کہتا رہوں گا
ہوئے داخل دین حق ان سے کفار
وہ صبح ہدایت ہیں کہتا رہوں گا
یہ مقبولیت دے رہی ہے شہادت
وہ رب کی عنایت ہیں کہتا رہوں گا

کروڑوں مسلماں ہیں دامن سے مربوط
وہ انعام نسبت ہیں کہتا رہوں گا
قضا کا یہ منصف رہا ان پہ نازاں
وہ جان عدالت ہیں کہتا رہوں گا
رہا ان پہ فیضان غوث الوریٰ کا
وہ ضو بار قسمت ہیں کہتا رہوں گا
رہے رب کے فرمان سیروا کے مصداق
وہ سرشار رحمت ہیں کہتا رہوں گا
لباس ان کا نورانیت سے مزین
وہ شان نفاست ہیں کہتا رہوں گا
نمازیں نہ چھوٹیں سفر اور حضر میں
وہ نور عبادت ہیں کہتا رہوں گا
رہی مغربی طرز سے ان کو نفرت
وہ پاکیزہ فطرت ہیں کہتا رہوں گا
کروڑوں دلوں پر حکومت ہے ان کی
وہ شرح محبت ہیں کہتا رہوں گا
رہے خاص وعام ان کی عظمت کے قائل
وہ تنویر رفعت ہیں کہتا رہوں گا
انہیں دیکھ کر یاد آئی خدا کی
وہ رمز ولایت ہیں کہتا رہوں گا
نہیں ان کی گھٹ پائی ہر دلعزیزی
وہ آقا کی رحمت ہیں کہتا رہوں گا
وجاہت برستی تھی چہرے پہ ہردم
وہ تحسین صورت ہیں کہتا رہوں گا
ہے ذات ان کی روحانیت کی گل تر
وہ خوشبوئے راحت ہیں کہتا رہوں گا
کہاں ان کے تقویٰ کی تمثیل قدسی
وہ چرخ فضیلت ہیں کہتا رہوں گا

نوٹ: اس منقبت میں اور بھی بہت سے اشعار ہیں

گلدستہ مناقب

بارگاہ مرشد عالم حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ

نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے
فخر دین فخر وطن اختر رضا جنت گئے
علم کے کوہ محسن اختر رضا جنت گئے
وارث علم رضا تاج الشریعہ با صفا
زینت ارض و زمن اختر رضا جنت گئے
جنکا فتوی اور تقوی باعث تقلید تھا
وہ فقیہ دین من اختر رضا جنت گئے
جن کے علم وفن کا ڈنگا ہر طرف بجتا رہا
وہ امام علم و فن اختر رضا جنت گئے
جن کی شعر وشاعری تھی پیکر عشق نبی
وہ شہ شعر و سخن اختر رضا جنت گئے
رہنما و رہبران حق کو جن پر فخر تھا
فخر ازہر خوش سخن اختر رضا جنت گئے
جو چمن کی جان تھا اور بوئے گل روح چمن
ہائے وہ بوئے چمن اختر رضا جنت گئے
حاسد و فاسق نگاہیں خیرہ تھیں جن کے حضور
شمع حق نوری کرن اختر رضا جنت گئے
ان کا حاسد جل رہا ہے اور جلے گا عمر بھر
نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے
رضوی جن کی ذات سے ہوتے رہے سب فیضیاب
وہ شہ شیریں سخن اختر رضا جنت گئے

نتیجہ فکر

عبید الرضا عبد الہادی رضوی
سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ، رضویہ، قادریہ، چشتیہ بنارس

چھوڑ کر سب کو روتا کہاں چل دیئے
میرے تاج الشریعہ کہاں چل دیئے
عاشقوں کی ہے بارات اتری ہوئی
اہل سنت کے دولہا کہاں چل دیئے
درد کی ٹیس حد سے سوا بڑھ گئی
درد دل کے مسیحا کہاں چل دیئے
اے مرے فخر ازہر، شہنشاہ فن
باندھے عظمت کا سہرا کہاں چل دیئے
بستی بستی میں ہے تیری رحلت کا غم
شور ہے قریہ قریہ کہاں چل دیئے
میرے اختر رضا قادری ازہری
دے کے فرقت کا صدمہ کہاں چل دیئے
بعد سبطین میرا بھروسہ تھے تم
غم مجھے دے کے گہرا کہاں چل دیئے
چھپ گیا ہے کہاں پہ بریلی کا چاند
اختر برج تقویٰ کہاں چل دیئے
مسلک اعلیٰ حضرت کے جو میر تھے
وہ رضا کے نبیرہ کہاں چل دیئے
ڈھونڈتا پھر رہا ہے یہ اشرف رضا
چھوڑ کر اس کو آقا کہاں چل دیئے

نتیجہ فکر

محمد اشرف رضا قادری،
چیف ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

صدر بزم سنیت، معمار ملت چل بسے
وارث علم رضا، تاج شریعت چل بسے
اس سے بڑھ کے بات ہوگی اور کیا افسوس کی
ملت بیضا کو تھی جن کی ضرورت چل بسے
ہم محبان رضا کو دے کے صدمہ ہجر کا
اس جہاں سے جانشین اعلی حضرت چل بسے
چاہنے والوں کو یونہی چھوڑ کر یا سیدی
آپ کیوں چپ چاپ سوئے باغ جنت چل بسے
کوئی بولا کر گئے اختر رضا خاں انتقال
کوئی بولا سربراہ اہل سنت چل بسے
فکر کی دہلیز پر مدح رسالت کے چراغ
کر کے روشن عاشق ماہ نبوت چل بسے
جن کا عزم وحوصلہ چٹان سے بھی سخت تھا
آہ وہ سرخیل بزم استقامت چل بسے
جن کے کردار وعمل سے پورے شرق وغرب میں
ہو رہی تھی اہل سنت کی اشاعت چل بسے
باخدا کہتا ہوں میں دھک سے کلیجہ ہوگیا
جب خبر پہونچی کہ سالار جماعت چل بسے
سونا سونا کیوں نہیں ہو علم و حکمت کا دیار
جب کہ گوہر تاجدار علم وحکمت چل بسے

نتیجہ فکر

محبوب گوہر اسلام پوری
سیتامڑھی، بہار

نذرانہ عقیدت

ترنم ایوبی، قادری
سیتامڑھی

لیکے دل میں پیارے آقا کی محبت چل دیئے
ضرت تاج الشریعہ سوئے جنت اچل دیئے
آج ہے سارے جہاں میں شور ان کی موت کا
حالت ایمان میں وہ با سلامت چل دیئے
ورہے ہیں ان کے غم میں یہ دیوانے زار زار
اپنے ہونٹوں پر لے کر مسکراہٹ چل دیے
حضرت تاج الشریعہ کی کرامت واہ واہ
وقت آخر قرآں کی کر کے تلاوت چل دیئے

گلدستہ مناقب

بارگاہ مرشد عالم حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہٗ

خدائے پاک کا بندہ مرے تاج الشریعہ ہیں
رسول پاک کے شیدا مرے تاج الشریعہ ہیں
نگاہ غوث کا پیارا مرے تاج الشریعہ ہیں
رضا کی آنکھ کا تارا مرے تاج الشریعہ ہیں
بظاہر وہ دیارِ خلد کے راہی بنے لیکن
سبھی کے قلب میں زندہ مرے تاج الشریعہ ہیں
فتاووں کے کتابوں کے رسائل کے جرائد کے
درون خانہ تابندہ مرے تاج الشریعہ ہیں
بنی جنت دلہن سارے عقیدت مند باراتی
ہوئے جو قادری دولہا مرے تاج الشریعہ ہیں
لیے دامن میں اپنے مفتی اعظم کے سب جلوے
پلٹ دیتے ہیں جو کایا مرے تاج الشریعہ ہیں
فنا حالات کی آتش جلاسکتی نہیں مجھ
کو مرے سر پر گھنا سایا مرے تاج الشریعہ ہیں
نتیجہ فکر

ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی
ناظم اعلی جامعہ طیبۃ الرضا چنچل میٹ حیدرآباد

ذکر حق سے تھی مزین زندگانی آپ کی
ہے بہت مشہور اختر حق بیانی آپ کی
جیسے کل تھی آج بھی ہے اور رہے گی تا ابد
اہل سنت کے دلوں پر حکمرانی آپ کی
مسلک احمد رضا کو آپ نے بخشا فروغ
اہل سنت پر ہے کتنی مہربانی آپ کی
فخر سے اونچا محبان رضا کا سر ہوا
مصر میں جس دن ہوئی تھی میزبانی آپ کی
اہل سنت کو نہیں تھا کچھ بھی دشمن کا خطر
کیا غضب انداز کی تھی پاسبانی آپ کی
کل تلک مہمان کعبہ تھے میرے اختر رضا
آج باغ خلد میں ہے میہمانی آپ کی
ہے یقین اہل زمن کو اس حقیقت پر قمر
اہل حق کرتے رہیں کے ترجمانی آپ کی
نتیجہ فکر

محمد قمر عالم مصباحی، نرملی گلی، کولکاتا

عاشق خیر الوریٰ تھے سیدی اختر رضا
مظہر علم رضا تھے سیدی اختر رضا
آفتاب علم و حکمت، اختر برج ولایت
غوث و خواجہ کی عطا تھے سیدی اختر رضا
سنتوں کی پیروی میں جن کی گزری زندگی
وہ مؤقر رہنما تھے سیدی اختر رضا
فقہ کی تفہیم میں تھے جو زمانے کا امام
وہ غزالیز ماں تھے سیدی اختر رضا
ان کو نسبت ہے رضا سے غوث سے حسنین سے
فیض کا در بہا ہے سیدی اختر رضا
جن مرقد کی زیارت باعث خیر و سکون
بالیقیں مرد خدا تھے سیدی اختر رضا
مدحت اختر رضا کو کیا کرے انورؔ بیاں
رب ہی جانے اور کیا تھے سیدی اختر رضا
نتیجہ فکر

محمد انور رضا قادری مصباحی، اردو بازار پورنیہ

عالم اسلام کی عبقری شخصیت، مرشد برحق، پیر لاثانی حضرت علامہ اختر رضا ازہری علیہ الرحمہ کی یاد میں **رضائے مدینہ** کی خصوصی پیش کش پر دلی مبارک باد اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو حضرت کے فیوض و برکات سے مالا لال فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

نیاز مند حاجی شمسو خان کانٹاٹولی، رانچی

رابطہ: ۷۶۳۲۹۰۸۱۷۶

مدرسہ رضائے مصطفیٰ چیروڈیہہ، پوسٹ موڑ بھنگا، وایا کرو اضلع دمکا جھارکھنڈ۔ کے **مہتمم محمد امیر خسرو نعمانی و ناظم اعلی محمد نوشاد عالم** کی طرف سے خصوصی شمارہ کی اشاعت پر دلی مبارک باد۔

ادارہ کا سن قیام ۱۹۸۶ء۔ شعبہ جات:

ناظرہ، حفظ و قراءت، اعدادیہ تا ثانیہ

رابطہ ۹۹۳۴۷۹۳۲۲۲

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

رضائے مدینہ جمشید پور کی خصوصی پیش کش پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد۔

محمد حیدر ابن محمد ابوالکلام ٹی، او، پی، کپالی، جمشید پور۔ ۹۱۹۹۲۶۶۸۴۱

مستخرجہ

ڈاکٹر ابوذر حسین صاحب بائسی
ضلع پورنیہ (بہار)

تاریخی مادہ ہائے سنِ ولادت اورسنِ وصال

حسب فرمائش

مولانا جنید رضا نوری ہریپوری
پورنوی

حضور تاج الشریعہ زبدالطریقہ وارث علوم امام احمد رضا مفتی حنفیہ جانشین سرکار مفتیِ اعظم ہند شیخ حقیقت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری الازہری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال پر باعتبارِ سنِ ھجری وسنِ عیسوی ماڈہ ہائے تاریخِ ولادت وتاریخِ وصال

تاریخ ولادت

بروایتِ :اول المورخہ 7 صفرالمظفر 1361ھ بمطابق 25 فروری سن 1942ء بروز جمعرات

بروایتِ دوم :المورخہ 26 محرم الحرام سن 1363ھ مطابق 2 /فروری سن 1943ء بروز منگل

سن ولادت: بروایت اول

ذکرولادت: 3161ھ

باغ وبہار انجمن: 1361ھ

نظر اسماعیل: 1361ھ

سن ولادت بروایت دوم

نازمحمد اسماعیل رضا 1362ھ

روشن ذوق 1362ھ:

شعیبِ شریعت 1362ھ:

تنویرِ صورت 1362ھ

منّورِ اہلسنّت وجماعت 1362ھ

تاریخِ وصال سنِ ھجری 1439ھ

حیاتِ تاجُ الشریعہ: 1439ھ

صاحبِ تاریخ وصال

جادۂ شیخ عبدالقادر جیلانی

یادگارِ خواجہ غریب معین الدین سنجری

باقرِ امام احمد رضا

سُرورِ حجتہ الاسلام علیہ الرحمہ

وصالِ قطب رضی اللہ عنہُ

اُسلوبِ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ایمان وغفران

رھنما سلسلہ قادریہ برکاتیہ

قطبِ خالص الاعتقاد

بانسبت عالمِ ربانی عارفِ حقانی

تاجُ الشریعہ زبدالطریقہ ولی الحضرت

تاریخِ وصال سنِ عیسوی 2018ء

سبیلِ غوثیت: 2018ء

نویدِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

وہ زُبدہ وارثِ علوم امام احمد رضا

تطہیر امام احمد رضا بریلوی

تشخصِ امام اھل سنّت

قلبِ حجتہ الاسلام حامد رضا بریلوی

شمیمِ حجتہ الاسلام حامد رضا

آج جانشین مفتیِ اعظم ھند

زیبِ مفتیِ اعظم ھند علیہ الرحمہ

عینِ علیہ الرحمتہ وُ الرضوان

وجاھتِ سیّدی اعلیٰ حضرت

شمیم حجتہ الاسلام حامد رضا

زیب مفتی اعظم ہندعلیہ الرحمہ

بدرو خضرراہ